

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰیكَ وَاٰلِكَ اَمَّ حَبْلِكَ سَيِّدِي يَا رَسُوْلَ اللهِ

ماہنامہ
گجرات
پاکستان

اہلسنت

چیف ایڈیٹر: محمد مسعود قادری

INTERNATIONAL

جمادی الاخریٰ 1432ھ بمطابق مئی 2011ء



حمد و نعت

جو نظر آئی رسول دوسرا کی مرضی
حق تعالیٰ کی بھی آخر وہی ٹھہری مرضی

اُن کے مقام، اُن کی حقیقت کو پاسکے
ممکن نہیں، ہزار کرے کوششیں خرد

اُن کے وسیلہ سے جو نہ کی جائے گی دُعا
ہوگی وہ بارگاہِ خدا میں ہمیشہ رُڈ

ہو کر وہ کلمہ گو، کرے توبینِ مصطفیٰ
اس سے زیادہ اور نہیں کوئی کام بد

جو بات آپ نے کہی، ہر عہد میں ہے خوب
فرمانِ مصطفیٰ ہے بہ ہر دور مستند

دُنیا میں بھی نواز رہے ہیں علی الدوام
اُمت کی حشر میں بھی وہ فرمائیں گے مدد

طارق ہے طالبِ کرم خاصِ مصطفیٰ
اس جیسا کل جہان میں کوئی نہیں ہے بد

وہی مولا کی مشیت وہی آقا کی رضا
ہستیاں دو ہیں مگر دونوں کی ساجھی مرضی

خالق نور نے فیضانِ اُسے چکایا
جس نے سرکارِ پُر انوار کی مانی مرضی

محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری

فرانس میں حجاب پر پابندی، عالم اسلام میں تشویش کی لہر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

فرانس میں حجاب پر پابندی نے پوری دنیا کے ڈیڑھ ارب سے زائد مسلمانوں کو تشویش میں مبتلا کر دیا ہے۔ فرانس ایک جمہوری ملک ہے۔ اور جمہوری ملک میں حجاب پر پابندی جیسے غیر جمہوری اقدام نے عالمی برادری میں فرانس کے تشخص کو بری طرح پامال کیا ہے۔ حجاب دینی تعلیمات کا حصہ اور اسلامی شعار ہے۔ اس پر پابندی عائد کرنے سے اس شعبے کو تقویت پہنچ رہی ہے کہ فرانس بھی دیگر مغربی ممالک کی طرح اسلام دشمنی پر اتر آیا ہے۔

اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے اپنے چارٹر میں اس امر کا واضح اعلان کیا گیا ہے کہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھنے والے افراد کو خواہ کسی بھی ملک میں رہتے ہوں۔ انہیں مکمل شخصی آزادی حاصل ہوگی، جس میں اپنی تہذیب و ثقافت پر عمل درآمد کرنے کی بھی آزادی شامل ہے۔ فرانس میں مسلمانوں کی آبادی ساٹھ لاکھ سے زائد ہے، اور یہاں بسنے والے مسلمان فرانس کی مجموعی آبادی کا تقریباً دس فیصد ہیں۔ جبکہ اسلام فرانس میں دوسرا سب سے بڑا مذہب ہے۔ حجاب پر پابندی سے پوری دنیا کی طرح یہاں کے بسنے والے مسلمان بھی تشویش میں مبتلا ہیں۔

فرانس کا یہ اقدام خود انقلاب فرانس کی بھی نفی ہے۔ ایک طرف فرانس شخصی آزادی کا دعویٰ کرتا ہے اور دوسری جانب جب مسلمان خواتین حجاب پر اصرار کرتی ہیں تو اس پر قانوناً پابندی عائد کر دی جاتی ہے، حالانکہ یہ سراسر دوہرا معیار اور بنیادی انسانی حقوق کے منافی ہے۔ ان حقوق کے تحفظ کا معاملہ فرانس میں ہو یا دنیا کے کسی بھی ملک میں ہر جگہ عالمی برادری ضمیر کی آواز پر خواتین کے ساتھ ہونے والی نا انصافیوں کے خلاف احتجاج میں شامل ہے۔

پاکستان کے عوام میں اس مسئلے پر دنیا کے دوسرے حصوں کی طرح تشویش پائی جاتی ہے۔ اس حوالے سے خواتین مختلف فورم، تحریر و تقریر اور عملی طور پر احتجاج کر کے دنیا کو اس مسئلے کی اہمیت سے آگاہ کر رہی ہیں۔ مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والی خواتین فرانس کی خواتین کے حقوق کی جدوجہد میں انکے ساتھ سرگرم عمل ہیں۔

ان خواتین میں جاپان سے تعلق رکھنے والی نو مسلمہ خولہ کلتا جنہوں نے 1991ء کے اوائل میں فرانس میں اسلام قبول کیا حجاب کے بارے میں اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ اگرچہ میں حجاب کی عادی نہ تھی لیکن اپنا مذہب تبدیل کرنے کے بعد میں فوراً ہی اس کا فائدہ محسوس کرنے لگی۔ اسلام قبول کرتے ہی میں نے وہ شے دریافت کر لی تھی جس کی مجھے تلاش تھی۔ قبول اسلام سے قبل میں چست پیٹ اور مٹی اسکرٹ زیب تن کرتی تھی لیکن اب میری لمبی پوشاک میرے لئے بہت مسرور کن تھی اور میں نے خود کو شہزادی کی طرح تصور کیا۔

کئی سال قبل جب ایک جاپانی مسلمہ سر پر دوپٹہ پہنے ہوئے ٹوکیو کی ایک مسلم تنظیم میں نظر آئی تو جاپانی مسلم عورتوں نے اس سے کہا کہ وہ اپنے لباس کے معاملے میں دوبارہ غور کرے کیونکہ اس طرح کے لباس سے جاپانیوں کو تکلیف ہوتی ہے اس وقت جاپان میں کم مسلمان عورتیں اپنے سروں کو چھپاتیں تھیں اب زیادہ سے زیادہ جاپانی عورتیں اسلام قبول کر رہی ہیں اور مشکل حالات کے باوجود اپنے سروں کو چھپا رہی ہیں وہ سب یہ

تسلیم کرتی ہیں کہ وہ اپنے حجاب پر نازاں ہیں اور اس سے ان کے ایمان و یقین کو تقویت ملتی ہے۔ میں نے نام نہاد آزادی اور جدید طرز حیات کی دلفریبیوں اور لذتوں کو خیر باد کہہ کر اسلام کا انتخاب کیا ہے۔ اگر یہ درست ہے کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو عورتوں پر ظلم کر رہا ہے تو آج یورپ، امریکہ، جاپان اور دوسرے ممالک میں بہت سی خواتین اسلام کیوں قبول کر رہی ہیں؟

قرآن و سنت کی واضح تعلیمات حجاب اور اسلام کے دیگر شعائر کے خلاف مغرب کی متعصبانہ مہم جتنی تیزی سے پھیلتی جا رہی ہے اتنی ہی تیزی کے ساتھ قبولیت اسلام اور اسلام کے شعائر پر فخر بھی تیزی سے بڑھتا جا رہا ہے۔ پوری اسلامی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ دور نبوی سے لیکر آج کی جدید دنیا تک حجاب مسلمان عورت کا بنیادی فریضہ رہا ہے۔ جس کو وہ کسی شوق فیشن، جبر، پابندی، مردوں کے حکم، معاشرے کے رواج کی وجہ سے نہیں بلکہ اللہ کے حکم اور قرآن کے عائد کئے ہوئے فرض اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے نافذ کئے گئے قانون کی وجہ سے کرتی ہے اور اسے اپنے لئے وجہ افتخار سمجھتی ہے۔ لیکن استحصالی قوتیں مسلمان عورت کے اس بنیادی حق کو مذہبی شعائر اور سیکولر ازم کے خلاف مشتعل کرنے والا نشان بنا کر دہشت گردی کی علامات کے طور پر مشہور کر رہی ہیں۔ خصوصاً نقاب والی عورت کو دہشت گرد اور فرسودہ اقدار والی عورت کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔ جس کو مسلم معاشرے کبھی بھی قبول نہ کریں گے خواہ اسلام دشمن طاقتوں کے لئے کتنے بھی خوف کی علامت کیوں نہ ہو۔

ہم اقوام عالم اور ان کے اداروں سے بھی یہ توقع رکھتے ہیں کہ زبردستی اپنی تہذیب اور اقدار کو تھوپنے کی بجائے وہ مکالمے بحث و مباحثے اور احترام و رواداری کے اعلیٰ انسانی اصولوں کو اپنائیں گے۔

برطانوی صحافی اور نو مسلمہ ایوان رڈلے حجاب کے حوالے سے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ:

”میں حجاب میں خود کو بہت ہی زیادہ محفوظ تصور کرتی ہوں اور میرا حجاب غیر مردوں کو یہ باور کراتا ہے کہ میں ان کے لئے نہیں ہوں۔

فرانس میں حجاب پر پابندی کے حوالے سے ان کا کہنا ہے کہ فرانس کی خاتون اول کارلا ایک عربیاں ماڈل رہ چکی ہے۔ لہذا پردے میں رہنے والی خواتین کو نہ ناپسند کرتی ہے۔ جو لوگ چہرے پر نقاب کو سماجی مسائل پیدا کرنے کا سبب گردانتے اور ترقی کی راہ میں رکاوٹ قرار دیتے ہیں وہ لوگ غلطی پر ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ حجاب ہر مسلمان عورت کا حق ہے جس کو اس سے کوئی نہیں چھین سکتا ہے۔ حتیٰ کہ فرانس میں لگنے والی پابندیاں بھی نہیں۔“

امام اہلسنت مجدد دین و ملت رحمۃ اللہ علیہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

”أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِنْهُ.“

گل ہزاروں کھلے گلشن دہر میں
پھول اعلیٰ کھلا شاہ احمد رضا

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”إِنَّ اللَّهَ يَنْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ

مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا.“

”یعنی بے شک ہر صدی کے آخر پر اللہ تعالیٰ اس امت

کیلئے ایک مجدد بھیجے گا جو امت کیلئے اس کا دین تازہ کر دے۔“ (۱)

مجدد کی نشانی:

امام جلال الدین سیوطی قدس سرہ اپنی ”مرقاۃ السعوی شرح ابوداؤد“

میں اس مقام پر مجدد کی سب سے بڑی علامت یہ بتاتے ہیں کہ گزشتہ

صدی کے آخر میں اس کی شہرت ہو چکی ہو اور موجودہ صدی میں بھی وہ

مرکز علوم سمجھا جاتا ہو یعنی علماء کے درمیان اس کے احیاء سنت اور ازالہ

بدعت اور دیگر دینی خدمات کا چرچا ہو۔ اس لحاظ سے علماء عرب و عجم کے

فیصلے کے مطابق چودھویں صدی ہجری کے مجدد برحق امام احمد رضا

بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔

نام مبارک:

آپ کا نام محمد ہے، تاریخی نام المختار۔ آپ کے دادا نے احمد رضا

کہہ کر پکارا اور اسی نام سے مشہور ہوئے۔ بعد میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ نے اس نام کے ساتھ عبدالمصطفیٰ کا اضافہ فرمایا۔

مقام ولادت:

ہندوستان کے شہر بریلوی محلہ جسولی میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

تاریخ پیدائش:

۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ بمطابق ۱۲ جون ۱۸۵۶ء بروز ہفتہ

وقت ظہر۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اپنا سال پیدائش اس آیت سے

نکالا:

”أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ

مِنْهُ.“

”(۱۲۷۲ ہجری) یہ ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں اللہ

تعالیٰ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے انکی مدد فرمائی۔“

والد محترم:

آپ کے والد محترم کا نام مولانا تقی علی خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ ہے جو کہ بلند پایہ عالم اور ولی کامل تھے۔

دادا جان:

آپ کے دادا جان مولانا رضا علی خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بہت بڑے عالم، زاہد، متقی اور صوفی بزرگ تھے۔

خاندان:

امام احمد رضا خان قدس سرہ پٹھان کے بھڑانچ قبیلے سے تعلق

۱: ”ابوداؤد“ ج: ۲، ص: ۲۳۳ ”مشکوٰۃ“ ص: ۳۶، ”روح البیان“ ج: ۲

رکھتے تھے۔ ان کا اصل وطن قندھار تھا۔ آپ کے بزرگوں میں سب سے پہلے شجاعت جنگ بہادر سعید اللہ خان، نادر شاہ کے ہمراہ قندھار سے ہندوستان آئے اور شش ہزاری منصب پر فائز ہوئے۔ لاہور کا شیش محل انہی کی جاگیر تھا۔

خدا داد علمیت:

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے چار سال کی عمر میں ناظرہ قرآن پاک ختم کر لیا اور چھ سال کی نضی عمر میں ۱۲ ربیع الاول ۱۲۷۸ھ میں ایک بڑے مجمع سے میلاد النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موضوع پر تقریر کیا دو گھنٹے خطاب فرمایا۔

آپ نے صرف تیرہ سال دس مہینے چار دن کی چھوٹی سی عمر میں ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ کو تمام مروجہ علوم کی تکمیل کر کے سند حاصل کر لی۔ آپ نے اکثر علوم اپنے والد محترم سے (سیکھے)۔ جس دن آپ نے مروجہ علوم سے فراغت حاصل کی۔ اسی روز آپ پر نماز فرض ہوئی اور اسی دن پہلا فتویٰ تحریر فرمایا، فتویٰ صحیح پا کر والد محترم نے مسند افتاء آپ کے سپرد کر دی۔ آپ کو پچاس سے زائد علوم پر عبور حاصل تھا جن میں قرآن وحدیث وفقہ کے علاوہ سائنسی علوم بھی شامل ہیں۔ آپ نے تقریباً ایک ہزار تصانیف تحریر فرمائیں۔

۱۲۹۵ھ میں اپنے والد ماجد کے ہمراہ زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ بیت اللہ شریف کے پاس امام شافعیہ حسین بن صالح قدس سرہ بغیر کسی سابقہ تعارف کے ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں اپنے گھر لے گئے۔ دیر تک انکی پیشانی تھامے رہے اور فرمایا:

”إِنِّي لَا جَدُّنُورَ اللَّهِ مِنْ هَذَا الْجَبِينِ.“

”بے شک میں اس پیشانی سے اللہ تعالیٰ کا نور پاتا ہوں۔“ اس کے بعد صحاح ستہ کی سند اور قادر یہ سلسلہ کی اجازت اپنے دستخط خاص سے مرحمت فرمائی اور فرمایا:

”تمہارا نام ضیاء الدین احمد ہے۔“

سند مذکورہ میں امام بخاری رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْہِ تک صرف گیارہ واسطے ہیں۔

۱۳۲۳ھ کو مکہ معظمہ میں عدم فرصت اور شدید بخار کے باوجود صرف آٹھ گھنٹے میں نبی پاک عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے علم مبارک کے متعلق سوالات کے جوابات پر مشتمل ایک ضخیم کتاب ”الدولة المکیة بالمادة الغیبیہ“ ۱۳۲۳ھ عربی زبان میں تحریر فرمائی۔

حفظ قرآن:

حافظ کا یہ عالم تھا کہ صرف ایک ماہ میں قرآن پاک حفظ کر لیا اور وہ بھی اس شان سے کہ نماز مغرب سے عشاء تک یاد فرماتے۔

جاگتے ہوئے دیدار مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دوسرے حج کے دوران (۱۹۰۵ء/۱۳۲۳ھ) مدینہ شریف میں روضہ رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سامنے وہ عاشق صادق اور فانی الرسول (عَلِیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) کے چشم سر سے حالت بیداری میں زیارت حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مشرف ہوئے۔

نعت گوئی:

اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ ایک بلند پایہ عالم دین ہونے کے ساتھ عظیم مرتبہ شاعر بھی تھے۔ ان کا کلام قرآن وحدیث کا ترجمان اور عشق رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا خزانہ ہے۔

خود فرماتے ہیں:

قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی
یعنی رہے احکام شریعت ملحوظ
آپ کے نعتیہ مجموعے کا نام ”حداائق بخشش“ (۱۳۲۵ھ) ہے۔

ترجمہ قرآن:

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے ترجمہ قرآن کا نام ”کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن“ (۱۳۳۰ھ) ہے۔ اردو تراجم میں یہی ترجمہ سب سے اعلیٰ اور صحیح ہے۔

وصال باکمال:

اعلیٰ حضرت نے اپنی وفات سے چار ماہ بائیس دن پہلے خود اپنے وصال کی خبر دے کر اس آیہ قرآنی سے سال وفات نکالا:

”وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِانِيَّةٍ مِّنْ فَضَّةٍ وَأَكْوَابٍ“ (۱۳۳۰ھ)

”اور ان پر چاندی کے برتنوں اور کوزوں کا دور ہوگا۔“

۲۵ صفر المظفر ۱۳۳۰ھ مطابق نومبر ۱۹۲۱ء بروز جمعہ المبارک ہندوستان کے وقت کے مطابق دو بج کر اڑتیس منٹ پر عین اذان کے وقت ادھر مؤذن نے ”حَسْبِيَ عَلَى الْفَلَاحِ“ کہا ادھر روح پر فتوح نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اَنَا لِلّٰهِ وَاَنَا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

مزار مبارک:

آپ کا مزار پر انوار بریلی شریف محلہ سودا گراں میں دارالعلوم منظر اسلام کے شمالی جانب زیارت گاہ خاص وعام ہے۔

بارگاہ رسالت میں مقبولیت:

۲۵ صفر المظفر کو بیت المقدس میں ایک شامی بزرگ نے خواب میں اپنے آپ کو دربار رسالت میں پایا۔ تمام صحابہ کرام اور اولیاء عظام عَلَيْهِمُ السَّلَامُ دربار اقدس میں حاضر تھے لیکن مجلس میں سکوت طاری تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی آنیوالے کا انتظار ہے۔ شامی بزرگ نے بارگاہ رسالت میں عرض کی:

”حضور (عَلَيْكَ السَّلَامُ) میرے ماں باپ آپ پر قربان، کس کا انتظار ہے؟“

سید عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

”ہمیں احمد رضا کا انتظار ہے۔“

شامی بزرگ نے عرض کیا:

”حضور (عَلَيْكَ السَّلَامُ) احمد رضا کون ہیں؟“

ارشاد ہوا:

”ہندوستان میں بریلی شریف کے باشندے ہیں۔“

بیدار کے بعد وہ شامی بزرگ مولانا احمد رضا قدس سرہ کی تلاش میں ہندوستان کی طرف چل پڑے اور جب وہ بریلی آئے تو انہیں معلوم ہوا کہ اس عاشق رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اسی روز (۲۵ صفر المظفر ۱۳۳۰ھ) کو وصال ہو چکا ہے۔ جس روز انہوں نے خواب میں سرور کائنات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے

ہوئے ساتھ کہ:

”ہمیں احمد رضا کا انتظار ہے۔“

یا الہی جب رضا خواب گراں سے سر اٹھائے دوست بیدار عشق مصطفیٰ کا ساتھ ہو

(صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)

(مزید تفصیل کیلئے ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین بہاری کی کتاب ”حیات اعلیٰ حضرت“ کا مطالعہ فرمائیں اور اگر اختصار سے مطالعہ کرنا ہو تو کتاب ”مجدد اسلام“ اور ”سیرت اعلیٰ حضرت“ ”سوانح امام احمد رضا“ وغیرہ کتب ملاحظہ فرمائیں۔)

اعلیٰ حضرت کے ترجمہ قرآن اور دیگر اردو تراجم کا تقابلی

جائزہ

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت بریلوی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِہِ کا ایک بہت بڑا علمی کارنامہ قرآن پاک کا اردو زبان میں با محاورہ، سلیس اور الہامی ترجمہ بنام ”کنز الایمان“ (۱۳۳۰ھ) فی ترجمہ القرآن“ ہے۔

جبکہ عام مترجمین نے کلمات قرآنی کی روح اور مستند تفاسیر سے ہٹ کر لفظ بلفظ تراجم کئے جس سے بعض مقامات پر کلام بے ربط اور بے معنی ہو کر رہ گیا ہے۔ نیز ایسے تراجم میں اکثر مقامات پر شان الوہیت اور عصمت انبیاء و مرسلین عَلَيْهِمُ السَّلَام کا بھی لحاظ نہیں رکھا گیا۔

اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ نے جملہ معتبرہ و مرجعہ تفاسیر کے مطابق اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان کے لائق ترجمہ کر کے مسلمانوں کو گمراہی سے بچالیا۔ لہذا کنز الایمان اپنے نام کی مناسبت سے واقعی ایمان کا خزانہ ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

..... باقی آئندہ

ایمان اور اسلام کی افضل ترین خصلتیں

دیئے جائیں اور اس کا خون بہادیا جائے۔ فرماتے ہیں میں نے پوچھا گھڑی کوئی بہتر ہے؟ فرمایا رات کا آخری درمیانی حصہ۔“ (احمد)

جواہر پارے

۱: اِبْنِ عَبَّاسَ (بفتحات):

آپ جلیل القدر صحابی ہیں۔ تیسرے یا چوتھے مسلمان ہیں۔ آپ کے بارگاہ رسالت میں حاضر ہونے، اسلام لانے اور رخصت ہونے کا قصہ غرابت و جلالت سے خالی نہیں۔

۲: اَتَيْتُ..... الخ:

یہ آغاز اسلام کی بات ہے جبکہ حضور مکہ میں شریف میں تھے۔

۳: مَنْ مَعَكَ..... الخ:

یعنی اسلام میں آپ کا موافق کون ہے؟

۴: قَالَ حُرُّوْ عَبْدُ:

حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا اس امر میں میرے ساتھ ایک آزاد ہے اور ایک بندہ۔

آزاد سے مراد حضرت ابوبکر ہیں اور بندہ سے حضرت بلال۔

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ بندہ سے مراد زید بن حارث ہیں۔

پہلا قول زیادہ صحیح ہے اسلئے کہ ”مسلم شریف“ کی ایک روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس وقت آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر اور حضرت بلال تھے۔ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ

ایک قول کے مطابق ارشاد کا حاصل یہ ہے کہ میرے ساتھ ہر انسان خواہ وہ آزاد ہو یا بندہ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

”عَنْ عُمَرُو بْنِ عَبَّاسَةَ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ مَعَكَ عَلٰی ہٰذَا الْاَمْرِ قَالَ حُرُّوْ عَبْدٌ قُلْتُ مَا الْاِسْلَامُ قَالَ طِیْبُ الْکَلَامِ وَاِطْعَامُ الطَّعَامِ قُلْتُ مَا الْاِیْمَانُ قَالَ الصَّبْرُ وَالسَّمَاۃُ قَالَ قُلْتُ اَیُّ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہِ وَیَدِہِ قَالَ قُلْتُ اَیُّ الْاِیْمَانِ اَفْضَلُ قَالَ خُلُقٌ حَسَنٌ قَالَ قُلْتُ اَیُّ الصَّلٰوَةِ اَفْضَلُ قَالَ طَوْلُ الْقُنُوْثِ قَالَ قُلْتُ اَیُّ الْہِجْرَةِ اَفْضَلُ قَالَ اَنْ تَہْجُرَ مَا کَرِهَ رَبُّکَ قَالَ فَقُلْتُ فَاَیُّ الْجِہَادِ اَفْضَلُ قَالَ مَنْ عَصَرَ جَوَادِہُ وَاُھْرِیْقَ دَمُہُ قَالَ قُلْتُ اَیُّ السَّاعَاتِ اَفْضَلُ قَالَ جَوْفُ اللَّیْلِ الْاٰخِرِ۔“ (رواہ احمد)

”حضرت عمرو بن عبسہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ حضور اسلام میں آپ کے ساتھ کون کون ہے؟ فرمایا ایک غلام، ایک آزاد، میں نے عرض کیا اسلام کیا ہے؟ فرمایا اچھی بات کرنا اور کھانا کھانا۔ میں نے پوچھا ایمان کیا ہے؟ فرمایا صبر اور سخاوت۔ فرماتے ہیں میں نے پوچھا کونسا اسلام بہتر ہے؟ فرمایا جسکی زبان و ہاتھ سے مسلمان سلامت رہیں۔ فرماتے ہیں میں نے پوچھا کونسا ایمان افضل ہے؟ فرمایا اچھی عادات۔ فرماتے ہیں میں نے پوچھا کونسی نماز افضل ہے؟ فرمایا لمبا قیام۔ فرماتے ہیں میں نے پوچھا کونسی ہجرت بہتر ہے؟ فرمایا کہ جو رب کو ناپسند ہوا سے چھوڑ دو۔ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا کونسا جہاد بہتر ہے؟ فرمایا جسکے گھوڑے کے پاؤں کاٹ

اس صورت میں یہ خبر ہو جائے گی اسلام کے مستقبل کی جبکہ وہ اتنا پھیل جائے گا کہ جزیرۃ العرب کا کوئی گھر نہ ہوگا جہاں اس کی جلوہ باریاں نہ ہوں خواہ بندے کا گھر ہو یا آزاد کا۔

اب سائل کے سوال کا منشا یہ ہو جائیگا کہ آپ کے ساتھ امر اسلام میں کون کون موافقت کرے گا؟

اس کے جواب میں سرکار نے فرمایا ہر آدمی خواہ آزاد ہو یا بندہ۔

۵: مَا إِلَّا سَلَامٌ..... الخ:

اسلام کے علامات و خصال کیا ہیں؟

۶: طِبُّ الْكَلَامِ وَإِطْعَامُ الطَّعَامِ:

یعنی خوش کلامی و نرم گوئی اور لوگوں کو کھانا کھانا۔ غالباً اس جواب سے صفات حمیدہ اور مکارم اخلاق کا ذکر مقصود ہوا اور پھر ان میں صرف دو صفتوں یعنی تواضع و سخاوت پر اکتفاء کرنا شائد اسلئے ہو کہ مخلوق الہی تک انہیں دو صفات کے اثرات پہنچتے ہیں۔

اس تمام ارشاد کے ذریعہ مکارم اخلاق کیلئے براہیختہ کرنا مقصود اور واضح کر دینا ہے کہ مکارم اخلاق ہی اسلام ہے۔ اسی لئے سائل نے سوال کیا کہ کونسا اسلام افضل ہے؟

یعنی کونسا اخلاق افضل ہے تو گویا وہ اسلام کے خصال کے بارے میں جاننا چاہتا ہے تو حضور نے اشارہ کر دیا کہ وہ مکارم اخلاق ہیں۔

پھر سائل نے افضل اخلاق سے متعلق سوال کیا جسکے بغیر صحیح ہونہ مکمل ہو۔ جواباً حضور نے فرمادیا کہ وہ ایذا غلط سے نفس روکنا ہے۔ مکارم اخلاق سے آراستہ ہونا تخلیہ اور اذیت غلط سے نفس کو روکنا تخلیہ ہے۔ تزکیہ قلوب سے چونکہ تخلیہ مقصود ہوتا ہے اسلئے ذکر میں اسکو مقدم رکھا۔

جواب کا حاصل یہ ہوا کہ اسلام نام ہے نفس کو زائل سے خالی کرنے کا اور اسے فضائل سے آراستہ کرنے کا۔ جواب میں حضور نے یہ بھی ارشاد فرمادیا کہ ایمان کی تمام خصلتوں کا حاصل و خلاصہ مبروہ سماحت ہے۔ مبرور سماحت سے اشارہ ہے کہ ترک منہیات اور فعل مامورات کی طرف۔

چنانچہ حضرت امام حسن بصری کا ارشاد ہے:

”الصَّبْرُ عَنْ مَعْصِيَةِ اللَّهِ وَالسَّمَاخَةِ عَلَى آذَاءِ فَر_اقِصِ اللَّهِ“
رہ گیا خلق حسن تو یہ ایمان کے افضل خصال میں سے ہے
اسلئے یہ اصل اعمال بھی ہے اور اعمال میں سب سے زیادہ دشوار ترین بھی۔
نیز مخلوق کیلئے سب سے زیادہ نفع بخش بھی۔

۷: مختلف احادیث میں جب اسلام کے بارے میں پوچھا گیا تو سرکار نے الگ الگ خصلتوں کا ذکر فرمایا۔ ایسا لگتا ہے کہ حضور نے ہر سائل کو اسکی حالت کے پیش نظر جواب عطا فرمایا، جو خصلتیں اسکے حال کے زیادہ مناسب ملائم تھیں، انکا ذکر فرمادیا۔

۸: أَيُّ الصَّلَاةِ أَفْضَلُ..... الخ:

یعنی نماز کے افعال و ارکان میں سب سے بہتر رکن کونسا ہے۔

۹: طُولُ الْقُنُوتِ:

قنوت کا اطلاق کئی معنوں پر ہوتا ہے، مثلاً:
طاعت، خشوع، صلوة، دعا، قیام، سکوت۔

یہاں مراد قیام ہے۔ اس باب میں علماء کا اختلاف ہے کہ طویل قیام افضل ہے یا درازی سجود؟

بعض کے نزدیک طول قیام افضل ہے اور دن میں درازی سجدہ..... بعض کا کہنا یہ ہے کہ دونوں رکن فضیلت میں مساوی ہیں۔ فضیلت قیام قرآن کریم کی قرأت کے سبب ہے اور فضیلت سجدہ تذلل و خشوع کی ہیئت کی وجہ سے۔ حنفی مذہب میں قیام افضل ہے اسلئے کہ اس میں مشقت بیشتر اور خدمت زیادہ تر ہے۔

۱۰: أَنْ تَهْجُرَ..... الخ:

تیرا ان تمام چیزوں کو چھوڑ دینا جو تمہارے پروردگار کو پسند نہ ہو اور جس سے تمہارا رب راضی نہ ہو۔

۱۱: قَالَ فَقُلْتُ فَأَيُّ الْجِهَادِ..... الخ:

راوی حدیث فرماتے ہیں کہ اسلام کے جملہ احکام و ارکان سے متعلق سوال کر لینے کے بعد اور ان کا جواب سن لینے کے بعد میں نے جہاد کے بارے میں سوال کیا جو دین کے اعلیٰ و ارفع ارکان میں سے ہے۔

۱۲: مَنْ عُقِرَ جَوَادُهُ وَأُهْرِيقَ دَمُهُ:

یعنی وہ جہاد افضل ہے جس میں سوار و سواری دونوں کام آجائیں۔ یہ بات اسی وقت ہوگی جبکہ مجاہد نے جہاد میں کمال سعی و اجتہاد اور زبردست مردانگی کے ساتھ مقابلہ کیا ہو اور جذبہ شہادت لے کر آگے بڑھا ہو اور پھر شہید ہو گیا ہو..... اسکے پیش نظر صرف ثواب آخرت رہا ہو، ایسے شخص کا جہاد یقیناً افضل جہاد ہے جو خدا کی خوشنودی کیلئے قربان ہو گیا اور اپنے دامن کو غنیمت و مال دنیا سے ملوث نہیں ہونے دیا۔

۱۳: أَيُّ السَّاعَاتِ..... الخ:

جب نماز کے افضل رکن کو معلوم کر چکا تو اس نے اسکے افضل وقت کی بھی تحقیق کرنی چاہی۔ غالباً اس کے سوال کا مقصد یہ تھا کہ نماز شب کے قیام کیلئے بہتر ساعت کی وضاحت حاصل کر لی جائے۔ لہذا جب اس نے سوال کیا، کوئی ساعت اور کون سا وقت قیام کیلئے بہتر ہے، تو حضور نے جواب عطا فرمایا کہ:

”بِجَوْفِ اللَّيْلِ الْآخِرِ.“

”رات کا وہ درمیانی حصہ جو جانب آخر میں ہے۔“

رات کا جوف آخر سے رات کا چوتھا پہر یا پانچواں پہر مراد ہے۔ چھٹا پہر بھی مراد ہو سکتا ہے۔ رات کا آخری چھٹا حصہ بھی مراد لیا جاسکتا ہے۔

۱۴: مذکورہ بالا تشریحات نے واضح کر دیا کہ سائل کا سوال ایمان و اسلام کی حقیقت سے متعلق نہ تھا بلکہ انکی افضل ترین خصلتوں اور شاخوں سے متعلق تھا۔

اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ سرکار نے جو جواب دیا، سائل کی حالت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسکے مناسب عطا فرمایا ہے۔

ہمیشہ سرفرازی ہے محمد کی غلامی میں
بلندی ہاتھ لگتی ہے ہمیشہ نیک نامی میں
وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلْغُ الْمُبِينُ.

..... بقیہ مخزن و صفا.....

سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ایک ہی مجلس میں جنت کی بشارت عنایت فرمائی۔ عشرہ مبشرہ میں سے باقی پانچ

حضرات کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

”حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت مولا علی، حضرت سعید بن زید اور حضرت عبیدہ بن حضرت جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔“

(”ترمذی“ باب مناقب عبدالرحمن بن عوف، جلد: ۲، صفحہ: ۲۳۹)

مظلوم غلاموں کی آزادی:

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی دولت، اشاعت اسلام کے لئے وقف کر رکھی تھی، آپ اسلام لائے تو آپ کے پاس چالیس ہزار (درہم یا دینار) تھے، پینتیس ہزار آپ نے ہجرت سے پہلے راہ حق میں خرچ کئے اور جب مدینہ منورہ پہنچے تو آپ کے پاس صرف پانچ ہزار باقی تھے..... مدینہ منورہ میں بھی آپ کا بکبی مصرف تھا۔

(”الاصابہ“ جلد: ۲، صفحہ: ۳۳۳)

یہ ساری کی ساری رقم مظلوم اور کمزور غلاموں کی آزادی اور مسلمانوں کی مدد پر خرچ کر دی..... غرض اسلام کے ابتدائی دور سے لے کر تادم آخر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں..... خدمت اسلام کے لئے آپ کی ان ہی مساعی جمیلہ کے پیش نظر آقا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا:

”أَمِنَ النَّاسُ عَلَىٰ فِئِ صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُو بَكْرٍ.“

”تمام انسانوں میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان ابوبکر صدیق کا ہے۔“

حکیم الامت علامہ محمد اقبال نے اس حقیقت کی یوں ترجمانی کی:

آں امن الناس بر مولائے ما
آں کلیم سینائے ما
ہمت او کشت ملت راچوں ابر
ثانی اسلام و غار و بدر و قبر

(جائین فقیر اعظم صاحبزادہ مفتی محمد محبت اللہ نوری زید مجاہد کی غیر مطبوعہ تصنیف)

”محزن صدق و صفا“ سے اقتباس)

کارس الافتاء

جلسہ بازی اور دھوکہ دہی سے کرواتے گئے ہبہ اور اس کا تفصیلی حکم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

الاستفتاء:

محمد لطیف ولد حاکم علی قوم گجر چچی ساکن نند پور تحصیل برنالہ ضلع بھمبر یہ حلفیہ بیان کرتا ہے کہ ہم پانچ بھائی اور تین بہنیں ہیں۔ تین بھائی اور دو بہنیں پہلے فوت ہو گئی تھیں جبکہ ایک بھائی محمد شفیع تھوڑا عرصہ قبل فوت ہوا اور میں (لطیف) اور ایک بہن عنایت بیگم زندہ ہیں۔

عنایت بیگم کو کافی عرصہ سے طلاق ہو گئی ہے اور وہ ہمارے پاس ہی رہتی ہے۔ میں (لطیف) عنایت بیگم اور محمد شفیع تینوں بہن بھائی ظفر اور سرور ولد غلام محمد کے پاس رہتے ہیں ہماری خدمت، بیمار پرسی اور علاج معالجہ سب کچھ ظفر اور سرور ہی کرتے تھے، غنفر علی ولد فتح محمد قوم گوجر سکند نند پور جو کہ میرے بڑے بھائی فتح محمد کا بیٹا ہے، اُس نے میرے بھائی محمد شفیع ولد حاکم علی قوم گوجر سکند نند پور جو کہ بے اولاد ہے کو یہ کہا کہ چچا جان میں نے 107 کنال شملات کا کیس لڑنا ہے، کیس تب لڑ سکتا ہوں کہ اگر آپ اپنی زمین سالم کھاتا بمعہ شملات میرے نام ہبہ کر دیں، کیس لڑنے کے بعد میں یہ زمین آپ کو واپس کر دوں گا۔

محمد شفیع نے غنفر علی کو اپنی زمین ہبہ کر دی، یاد رہے کہ محمد شفیع نے صرف کاغذی کارروائی کی، غنفر کو قبضہ وغیرہ ہرگز نہ دیا زمین پر مکمل طور پر قبضہ محمد شفیع کا ہی رہا۔ غنفر علی نے ہبہ کی رو سے انتقال نمبر 83 پر تصدیق کرائی، جب غنفر علی کا کیس عدالت سے خارج ہوا تو میرے بھائی محمد شفیع نے غنفر علی سے کاغذات دوبارہ اپنے نام کرانے کا مطالبہ

کرنا شروع کر دیا، لیکن غنفر علی نال منول کرتا رہا اس دوران محمد شفیع بیمار ہو گیا اور ہم اس کو علاج کیلئے ملک حیدر ہسپتال گجرات لے گئے، علاج کے دوران محمد شفیع نے یہ وصیت کی کہ میں بیمار ہوں پتہ نہیں کہ میں ٹھیک ہوں گا یا نہیں میں نے اپنے بھائی محمد صادق کی یتیم پوتی پالی ہے میری زمین اور باقی جائیداد اُس کو دینی ہے اُس وقت موقع پر دو گواہ موجود تھے جن کے نام یہ ہیں:

۱: عنایت اللہ ولد ولی داد قوم گوجر، سکند سرکیاں تحصیل و ضلع گجرات۔

۲: محمد افضال ولد محمد سرور قوم گوجر، سکند نند پور تحصیل برنالہ ضلع بھمبر۔

عنایت اللہ ولد ولی داد نے کہا کہ آپ نے زمین تو غنفر علی کو ہبہ کر دی، ہم نے یتیم پوتی کو کیا دینا ہے اُس نے کہا میں جب ہسپتال سے فارغ ہو کر گھر جاؤں گا تو غنفر علی کے گریبان میں کپڑا ڈال کر بیان واپس لے لوں گا۔

ڈاکٹر نے محمد شفیع کو MH ہسپتال راولپنڈی میں ریفر کر دیا ادھر بھی محمد شفیع نے یہ وصیت کی کہ میری زمین اور جائیداد یتیم پوتی اقصی الیاس جو کہ محمد شفیع کے بھائی محمد صادق کی پوتی ہے اس کو دینی ہے وہاں پر دو تین گواہ موجود تھے اُن میں سے ایک کا نام مینا بیگم بیوہ مہندی خان تھا دوسروں کا یاد نہیں ضرورت پڑنے پر پوچھ لیں گے۔

بیماری کے دوران غنفر علی نے محمد شفیع کا کوئی پتہ وغیرہ نہ کیا اور نہ ہی علاج معالجہ کیلئے روپے دیے علاج پر جو خرچ ہوا، وہ ظفر وغیرہ نے کیا اور میرا بھائی محمد شفیع ادھر ہی راولپنڈی فوجی ہسپتال میں فوت

ہو گیا، اُس کے بعد غنفر علی نے کفن دفن میں بھی حصہ نہیں لیا۔ بیمار ہونے سے پہلے کافی دفعہ محمد شفیع نے غنفر علی سے زمین واپس مانگی لیکن اُس نے نہ دی اور جب محمد شفیع فوت ہو گیا تو غنفر نے پکا جواب دے دیا کہ میں زمین کے کاغذات واپس نہیں کروں گا۔

ہم نے علماء وغیرہ سے پتہ کیا تو اُن کی زبانی پتہ چلا کہ ہبہ کرنے والا اگر زندگی میں ہبہ واپس مانگے اور موہوب نہ دے تو ہبہ کرنے والا جب فوت ہو جاتا ہے تو پھر ہبہ باطل ہو جاتا ہے اور زمین وصیت کے مطابق تقسیم ہو جاتی ہے۔

اگر زمین کو محمد شفیع نے ہبہ نہ کیا ہوتا تو شرعی لحاظ زمین لطیف کو جاتی تھی اور وصیت کے مطابق کچھ حصہ اقصیٰ الیاس کو بھی جاتا تھا۔

اس کے علاوہ ایک اور قابل ذکر بات یہ کہ غنفر علی نے مقدمہ کے دوران محمد لطیف وغیرہ ۵ آدمیوں کے خلاف ایک جھوٹی ایف آئی آر درج کرائی کہ ان آدمیوں نے میری زمین کی رجسٹری چوری کر لی ہے وہ ایف آئی آر تھانہ سول لائن، گجرات میں درج کرائی گئی تھی جھوٹ ثابت ہونے پر پولیس والوں نے یہ پرچہ خارج کر دیا۔ تفتیش کے دوران دونوں فریق، غنفر علی اور محمد لطیف کے درمیان پولیس والوں نے صلح کرانے کی کوشش کی لیکن محمد لطیف نے کہا کہ اگر غنفر علی یہ زمین جس کا تنازعہ ہے میرے نام انتقال کر دے تو ہم راضی ہیں، لیکن غنفر علی نے انکار کر دیا۔

غنفر علی کا ایک قریبی ساتھی اور رشتے میں غنفر علی کی بیوی کا بھانجا تھا اُس نے کہا کہ یہ زمین فریقین مسجد میں دے دیں اُس وقت انہوں نے ہاں میں ہاں ملا دی اب جب علماء سے پتہ کیا تو پتہ چلا کہ غنفر علی یہ زمین تو دے ہی نہیں سکتا کیونکہ ایک معاہدے کے تحت یہ زمین گورنمنٹ کے کاغذوں میں اُس کے نام لکھوائی گئی ہے ویسے موقع پر محمد شفیع نے غنفر علی کو قبضہ نہیں دیا، قبضہ محمد لطیف وغیرہ کے پاس ہے۔ اس بات پر کئی گواہ موجود ہیں کہ محمد شفیع نے صرف کاغذی کارروائی میں اپنی زمین غنفر علی کے نام لگوائی تھی قبضہ خود اس کے اپنے پاس رہا، غنفر کا کیس ختم ہونے کے بعد شفیع اس سے زمین کے کاغذات واپس اپنے نام لگوانے کا بار بار مطالبہ بھی کرتا رہا، اس بات پر درجنوں آدمی گواہ ہیں۔

غنفر علی کئی ایک آدمیوں کے سامنے اس بات کا اقرار کر چکا ہے کہ میں نے یہ زمین صرف مقدمہ کیلئے اپنے نام کروائی ہے جب مقدمہ کا فیصلہ ہو جائے گا میں زمین واپس کر دوں گا۔ گواہوں کے نام:

نمبر ۱: مہندی خان ولد رحمت خان

نمبر ۲: محمد سرور ولد غلام محمد

نمبر ۳: عنایت اللہ ولد ولی داد

شریعت مطہرہ کی روشنی میں بتایا جائے کہ:

۱: زمین پر غنفر کا حق ہے یا کس کا؟

۲: کیا موجودہ پوزیشن میں مذکورہ بالا طریقے سے زمین مسجد کو دی جاسکتی ہے؟

میتہ _____ محمد شفیع لا ولد

قریبی رشتے دار: ظفر، سرور، عدالت، غنفر علی، ارشد (بھتیجے)

محمد لطیف (بھائی) عنایت بیگم (بہن)

السائل:

عنایت اللہ ولد ولی داد

بمقام سرکیاں، تحصیل و ضلع گجرات

بَعُوْثُ الْعَلَامِ الْمُنْعَمِ الْوَهَّابِ

الجواب

صورتِ مسئلہ میں اگر ابتداءً غنفر کا ارادہ واقعی یہی تھا کہ مقدمہ لڑنے کیلئے وہ اپنے چچا کی زمین اپنے نام لکھوائے گا پھر فیصلہ ہو جانے کے بعد حسب سابق چچا کے نام ہی کرادے گا اس بات پر دونوں کا آپس میں معاہدہ ہوا پھر مقدمہ کا فیصلہ ہو جانے کے بعد غنفر کا انکار کر دینا کئے ہوئے وعدہ سے انحراف ہے جبکہ وعدے پر پورا اترنا مومن پر لازم ہے۔ اور وعدہ سے پھرنا اور عہد کو توڑنا منافق کا کام ہے۔

چنانچہ فرمانِ خداوندی ہے:

”أَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا“

”وعدہ پورا کرو یقیناً وعدہ کے بارے میں پوچھا جائے گا۔“ (۱)

مومن کی مختلف علامات میں سے ایک علامت اس کا وعدہ پورا کرنا ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُونَ.“

”اور مومن وہ ہیں جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدہ کا خیال (رعایت) رکھتے ہیں۔“ (۱)

جہاں وعدہ کو پورا کرنا ایماندار ہونے کی علامت ہے وہاں وعدہ کو توڑنا منافق کی علامت ہے۔

چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”منافق کی تین نشانیاں ہیں“:

”إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا تَعَيَّنَ خَانَ.“
”جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔“ (۲)

اور اگر ابتداء ہی اس کا ارادہ اپنے چچا کی زمین ہتھیا کر اس پر قابض ہونے کی راہ ہموار کرنا تھا، پھر اسی ارادہ کی تکمیل کیلئے یہ چال چلی تو یہ فعل صریح دھوکہ دہی ہوئی۔ حالانکہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

”مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا.“

”جس نے ہمیں دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔“ (۳)

بفرض محال شفیع صاحب نے ہبہ کے ارادے سے زمین مذکورہ غنفر کے نام لگوائی ہو، اور غنفر کا دعویٰ ہو کہ شفیع صاحب نے جائیداد اسے ہبہ کی تھی۔ اس کے باوجود مذکورہ جائیداد پر نہ ہبہ ثابت ہو سکتا ہے نہ غنفر کی ملکیت ثابت ہو سکتی ہے، کیونکہ شفیع صاحب مرحوم

نے تادم مرگ غنفر کو قبضہ نہ دیا لہذا یہ ہبہ درست نہ ہوا۔ اور شفیع صاحب کے فوت ہوتے ہی یہ ہبہ باطل ہو گیا۔ پھر چونکہ شفیع صاحب نے اپنی زندگی میں کئی ایک گواہوں کی موجودگی میں اس بات کی وضاحت بھی کر دی تھی کہ جائیداد مذکورہ اس نے غنفر کو قطعاً ہبہ نہیں کی۔ لہذا شرعاً غنفر کے نام اس جائیداد کا ہبہ ثابت نہیں ہو سکتا۔

چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

”لَا يَجُوزُ الْهَبَةُ إِلَّا مَقْبُوضَةً.“

”ہبہ صرف قبضہ کرنے سے ہی جائز اور درست ہوتا ہے۔“ (۴)
شیخ الاسلام امام برہان الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر القرغانی المرغینانی التوفی ۵۹۳ھ فرماتے ہیں:

”تَصَحُّحُ بِالْإِيجَابِ وَالْقَبُولِ وَالْقَبْضِ..... وَالْقَبْضُ لَا بُدَّ مِنْهُ لِثَبُوتِ الْمِلْكِ.“

”ہبہ ایجاب و قبول (ایک کہے میں نے یہ چیز دی دوسرا کہے میں نے لی) اور قبضہ سے صحیح ہوتا ہے..... اور قبضہ ملکیت کو ثابت کرنے کیلئے ضروری ہوتا ہے۔“ (۵)

اگر قبضہ سے پہلے متعاقدین (ہبہ کرنے والا اور جسے ہبہ کیا گیا ہو) میں سے کوئی ایک مر جائے تو بھی ہبہ باطل ہو جاتا ہے۔

جیسا کہ ”درمختار“ میں ہے:

”وَيَمْنَعُ الرَّجُوعُ فِيهَا مَوْتَ أَحَدِ الْعَاقِلَيْنِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ فَلَوْ قَبْلَهُ بَطَلَ.“

”بعد از قبضہ متعاقدین میں سے کوئی ایک فوت ہو جائے تو ہبہ میں رجوع نہیں کیا جاسکتا اور اگر قبضہ سے پہلے کوئی ایک فوت ہو جائے تو ہبہ باطل ہو جاتا ہے۔“ (۶)

۱: ”المؤمنون“ ۸: ۲۳

۲: ”کتب صحاح“

۳: ”مسلم شریف“

۴: ”ہدایۃ الاخیرین“ کتاب الہبۃ، ۲/ ۲۸۳

۵: ”الہدایۃ الاخیرین“ کتاب الہبۃ، ص: ۲۸۳ (الصباح)

۶: ”درمختار“ علی صدر ردالمختار، کتاب الہبۃ، باب الرجوع فی الہبۃ ۸/ ۵۹۱

عنایت بیگم ہیں لہذا مرحوم کی جائیداد میں جاری کرتے ہوئے ایک تہائی حصہ اقصیٰ الیاس کو دیا جائے گا۔ بقیہ جائیداد کے تین حصے کئے جائیں گے دو حصے محمد لطیف صاحب کو اور ایک حصہ عنایت بیگم کو دیا جائے گا۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”وَإِنْ كَانُوا إِخْوَةً رِّجَالًا وَنِسَاءً فَلِلَّذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَىٰ“

”اور اگر مرئیوالے کے بہن بھائی ہوں، مرد بھی اور عورتیں بھی تو ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصے کے برابر ہے۔“ (۲)

بھائی کی موجودگی میں بھتیجے بعیدی عصبہ ہیں قریبی عصبہ کے ہوتے ہوئے بعیدی عصبہ محروم رہتے ہیں لہذا مرحوم کے بھتیجوں کو اسکی جائیداد سے از روئے شرع کچھ نہ ملے گا۔

چنانچہ میراث کی مشہور کتاب ”شریعیہ شرح سراجیہ“ میں ہے:

”إِنَّهُمْ يُرْجَحُونَ بِقُرْبِ الدَّرَجَةِ فَلَا قَرَبَ مِنْهُمْ يُحْبَبُ إِلَّا بَعْدَ حَبَبِ حَرَمَانِ“

”عصبہ وارث میت کے ساتھ قربت کے لحاظ سے ترجیح پائیں گے، لہذا قریبی عصبہ بعیدی عصبہ کو محروم کر دے گا۔“ (۳)

صورتہ ہکذا

مسئلہ ۳

میت محمد شفیع

ظفر سرور عدالت غفر ارشد (بھتیجے)

محرم محرم محرم محرم محرم

محمد لطیف (بھائی) عنایت بیگم (بہن)

۲ حصے ۱ حصہ

شفیع مرحوم صاحب کے وہ بھتیجے جو انکی خدمت کرتے رہے انکے علاج معالجہ پر کافی رقم خرچ کی اگر یہ سب کچھ فی سبیل اللہ کرتے

لہذا کسی بھی صورت میں شفیع صاحب کی جائیداد پر غفر کا حق نہیں اور نہ ہی قانونی یا شرعی طور پر مذکورہ جائیداد پر اسکی ملکیت ثابت ہو سکتی ہے۔ لہذا اس جائیداد کے اصل مالک محمد شفیع صاحب مرحوم تھے انکے فوت ہوتے ہی جائیداد مذکورہ مرحوم کا ترکہ بن گئی اور اس کے ساتھ شفیع صاحب کے شرعی ورثاء کا حق متعلق ہو گیا۔

مرحوم کے ترکہ کے شرعی حقدار موجود ہیں لہذا اسکے ترکہ کے تہائی حصہ میں وصیت جاری ہوگی اور کل جائیداد کا ایک تہائی حصہ اقصیٰ الیاس کو دیا جائے گا تہائی سے زائد دینا جائز نہیں۔ چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

”جَاءَ نَبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَعُوذُنِي وَأَنَا بِمَكَّةَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْصِي بِمَا لِي كُنْهٍ قَالَ لَا قُلْتُ فَالْشُّطْرُ قَالَ لَا قُلْتُ فَالْقُلْتُ قَالَ الْقُلْتُ وَالْقُلْتُ كَثِيرٌ الْخ.“

”میری عیادت کیلئے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس مکہ میں تشریف لائے تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں اپنے سارے مال کی وصیت کر دوں؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا نہیں! میں نے عرض کی نصف کی وصیت کر دوں؟ تو آپ نے فرمایا نہیں! میں نے عرض کی تو کیا تہائی مال کی وصیت کر دوں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں تہائی کی کر دو حالانکہ تہائی بھی زیادہ ہے۔“ (۱)

لہذا ایک تہائی جائیداد اقصیٰ الیاس کو دیگر باقی دو تہائی جائیداد ورثاء میں تقسیم ہوگی محمد شفیع صاحب کے نہ تو والدین زندہ ہیں اور نہ ہی بیوی بچے ہیں اور تین بھائی ان سے پہلے وفات پا چکے ہیں البتہ انکی اولادیں موجود ہیں جبکہ ایک سگا بھائی اور بہن زندہ ہیں۔

چونکہ مذکورہ بالا صورت میں شفیع مرحوم صاحب کا سگا بھائی محمد لطیف قریبی عصبہ ہے، بھائی کیساتھ اسکی عنایت بیگم بھی عصبہ بنے گی بقیہ ساری جائیداد کے حقیقی و شرعی وارث محمد لطیف صاحب اور

۱: ”سنن نسائی“ کتاب الوصایا باب الوصیۃ بالثلث، ۱۲۹/۲، قدیمی کتب خانہ کراچی

۲: ”سورۃ النساء“ ۴: ۱۷۶

۳: ”شریعیہ شرح سراجیہ“ باب العجب، صفحہ: ۴۸، مکتبہ حقانیہ پشاور

پاس نہ بیٹھو۔“ (۱)

اور فرماتا ہے:

”لَا تَرْكُنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَعِمَسْكُمْ النَّارُ.“
”ظالموں کی طرف التفات نہ رکھو ورنہ تمہیں بھی جہنم کی آگ آپکڑے گی۔“ (۲)

اگر شرافت سے بات نہ بنے تو اپنے شرعی حق کے حصول کیلئے ایسے آدمی کے خلاف قانونی چارہ جوئی کریں۔ حاکم اسلام حج، قاضی پر لازم ہے کہ بزور قوت ظالم کو ظلم سے روکیں اور اصل حقداروں تک ان کے حق پہنچائیں۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کیا بچے کے کان میں اذان کا پڑھنا نمازِ جنازہ کی شرط میں سے ہے؟

الاستفتاء:

جناب قبلہ مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ!

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ!

کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک بچے کی پیدائش ہوئی اور پیدائش کے تھوڑی دیر بعد اس کا انتقال ہو گیا۔ یعنی اس نے دو یا تین سانس لئے اور پھر اس کا وصال ہو گیا نہ اس کے کان میں اذان پڑھی گئی اور نہ ہی اس کا نام رکھا گیا۔

اب سوال یہ ہے کہ اس بچے کی نمازِ جنازہ ادا کی جائے گی یا نہیں اور اس کی فاتحہ خوانی ادا کی جائے گی یا نہیں اگر نام نہیں رکھا تو کونسا نام رکھنا چاہیے اور کیا اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا یا نہیں براہ کرم مدلل جواب ارشاد فرمائیں!

السائل:

محمد اسد بلال صدیقی

بَعُوْثُ الْعَالَمِ الْجَنَعَامِ الْوَهَابِ

الجواب

بچہ خواہ مردہ پیدا ہوا ہو خواہ زندہ پیدا ہو کر مرے بہر صورت اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔ مردہ پیدا ہونے کی

رہے تو اللہ سے اس کا اجر پائیں گے لیکن اگر خرچ کی ہوئی رقم واپس لینا چاہیں تو انہیں حق حاصل ہے کہ مرحوم کی جائیداد سے اپنا حق بقدر کفایت وصول کر لیں، خرچ کنندگان ظفر، سرور، وغیرہ اگر خرچ کی ہوئی رقم کا عوض لینا چاہیں تو اس کی ادائیگی وصیت و تقسیم سے پہلے ہوگی۔

وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ

۲: یہ زمین چونکہ محمد شفیع کا ترکہ ہے جس میں وصیت جاری کرتے ہوئے ایک تہائی حصہ اقصیٰ الیاس کو دیا جائے گا اور باقی جائیداد کے تین حصے کئے جائیں گے، ۲ تہائی محمد لطیف صاحب کو اور ایک تہائی زمین عنایت بیگم کو دی جائے گی کے یہ ان ہی کا حق ہے۔ چونکہ مذکورہ جائیداد میں غنصفر کا تو حق ہی نہیں جب اس کا حق ہی نہیں تو اس زمین میں وہ کسی قسم کا تصرف کرنے کا بھی اختیار نہیں رکھتا، لہذا وہ غیر کے حق کو قطعاً مسجد کے نام وقف نہیں کر سکتا اور محمد لطیف بھی تنہا اس زمین کو وقف نہیں کر سکتا کیونکہ یہ ساری زمین تنہا اسی کا حق نہیں بلکہ اقصیٰ الیاس اور عنایت بیگم بھی اسکے حق وراثت میں شریک ہیں تو ایسی زمین جس میں کئی افراد حق وراثت رکھتے ہیں اس زمین میں تصرف کرتے ہوئے صرف ایک آدمی کا اس کو وقف کر دینا ہرگز جائز نہیں۔

لہذا اس زمین کو قبل از تقسیم و قبضہ مسجد کے نام وقف کرنا شرعاً درست نہ ہوا کیونکہ اس میں اقصیٰ الیاس محمد لطیف اور عنایت بیگم کا حق متعلق ہے۔ اور غنصفر کا اس زمین کو دھوکہ دہی سے ہتھیا نایا ہتھیا نے کی کوشش کرنا سراسر ظلم و زیادتی ہے۔ اہل علاقہ و برادری کا اخلاقی اور دینی فریضہ ہے کہ ایسے ظالم آدمی کو ظلم سے روکیں اور حقداروں کو ان کا حق شرعی واپس دلانے کیلئے کردار ادا کریں۔ جب تک مذکور اپنے ظلم سے باز نہ آجائے اس سے ہر قسم کا تعلق سلام کلام، اسکے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، مکمل طور پر ختم کر دیں، یہی حکم خداوندی ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”لَا تَقْعُدُوا بِعْدِ الذِّكْرِىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ“

”یاد آجانے (مسئلہ واضح ہو جانے) کے بعد ظالموں کے

۱: ”القرآن“

۲: ”القرآن“

صورت میں اسے برطبق سنت غسل دینا اور کفن پہنانا لازم نہ ہوگا، کیونکہ یہ زندہ پیدا ہو کر مرنے والے کا حق ہے جس کی ادائیگی زندوں کے ذمہ لازم ہے۔ البتہ مردہ پیدا ہونیوالے بچے کو عام طریقے سے غسل دے کر کپڑے میں لپیٹ کر بغیر جنازہ پڑھے احترام کے ساتھ دفن کرنا چاہئے۔ کیونکہ مسلمان ماں باپ کا کچھ بچہ جو حمل سے گر جاتا ہے وہ اپنے گناہگار والدین کی شفاعت کرے گا۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”إِنَّ السَّقَطَ لَيُرَاغِمُ رَبَّهُ إِذَا أَذْخَلَ أَبُوْنِهِ النَّارَ فَيَقَالُ أَيُّهَا السَّقَطُ الْمُرَاغِمُ رَبَّهُ أَذْخَلَ أَبُوْنِكَ الْجَنَّةَ فَيَجْرُهُمَا بِسُرْرِهِ حَتَّى يُدْخِلَهُمَا الْجَنَّةَ.“

”یقیناً کچا کرنے والا بچہ اپنے رب سے جھگڑے گا جب اللہ تعالیٰ اس کے والدین کو جہنم کی آگ میں داخل فرمائے گا تو اسے کہا جائے گا اے اپنے رب سے جھگڑنے والے کچے بچے اپنے والدین کو جنت میں داخل کر دو تو انہیں اپنی ناف کے ڈورے سے کھینچے گا حتیٰ کہ ان دونوں کو جنت میں داخل کر کے دم لے گا۔“ (۱)

کچے گر جانے والے بچے کو قیامت کے دن اتنا مقام عطا کیا جائے گا کہ وہ باذن الہی اپنے والدین کی شفاعت کرے گا کہ گناہوں کی وجہ سے جن پر جہنم واجب ہو چکا ہوگا۔ پھر زندہ پیدا ہونے والا بچہ تو بدرجہ اولیٰ شفاعت کرے گا اور اس کی شفاعت بارگاہ الہی میں مقبول بھی ہوگی، بلکہ ایسا بچہ نہ صرف والدین کی شفاعت کرے گا بلکہ اپنے جنازے میں شامل ہونیوالے سب لوگوں کی شفاعت بھی کرے گا۔

جیسا کہ نابالغ بچہ، بچی کی نماز جنازہ کی دعا سے یا بات ثابت ہوتی ہے، ملاحظہ ہو:

”اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ (هَآ) لَنَا..... شَافِعًا وَمُشَفَّعًا (شَافِعَةً وَمُشَفَّعَةً ط)

”اے اللہ تبارک و تعالیٰ اس بچے، بچی کو ہمارے لئے بنادے..... شفاعت کرنے والا اور اس کی شفاعت کو ہمارے حق

میں قبول فرما۔“ (۲)

لہذا جس بچہ کی اللہ کی بارگاہ میں اتنی عزت ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اُسے عزت والا مقام دیں عزت والا مقام یہی ہے کہ اُسے مسلمانوں کے قبرستان میں باقاعدہ قبر بنا کر میت کی طرح دفن کریں۔ بچہ خواہ مردہ پیدا ہو خواہ زندہ خواہ مدت حمل پوری ہو چکی ہو خواہ ناقص ہو البتہ جو زندہ پیدا ہو کر فوت ہوا خواہ اس نے ایک ہی سانس لیا ہو اس کے کانوں میں اذان پڑھی گئی ہو یا نہ، اُسے سنت کے مطابق غسل دینا، سنت کے مطابق کفن دینا اور اس کی نماز جنازہ ادا کرنا زندوں کے ذمہ ضروری ہے۔

یاد رہے بچے کے کانوں میں اذان کا پڑھنا نماز جنازہ کی شرائط میں سے نہیں بلکہ اس کا مقصد بچہ کو شیطانی اثرات سے محفوظ رکھنا ہوتا ہے، جیسا کہ کتب احادیث میں ہے۔ اور جس بچہ کا جنازہ پڑھنا جائز ہے۔ اس کی فاتحہ خوانی بھی جائز ہے ایسے بچے کا نام بھی رکھنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم وَرَسُولُهُ الْاَكْرَمُ وَصَلَّى اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّم۔ کتب۔

نائب مفتی

مفتی محمد عبدالسلام ہاشمی

الجواب صحیح

رئیس دارالافتاء

المفتی محمد اشرف القادری

”الجامعة الاشرفیة“ محلہ علی مسجد گجرات

۱: ”سنن ابن ماجہ“ ابواب ماجاء فی الجنائز، باب ماجاء فیمن اصیبت سبقت

۲: ”کتب احادیث“

مقامِ مصطفیٰ علیہ السلام

حضرت شیخ الدلائل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:
”پہلے مجھے دلائل الخیرات سناؤ جیسے کے مروج طریقہ ہے
پھر اجازت دی جائیگی۔“

اور جب وہ ترکی نو جوان سنانے لگے تو جہاں سید الکونین
رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک آئے وہاں شیخ
الدلائل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے:

”ساتھ سیدنا لفظ کا اضافہ کرو۔“

وہ ترکی نو جوان جواباً کہتا کہ:

”جب لکھا ہوا نہیں تو میں یہ اضافہ نہیں کروں گا۔“

بسیار کوشش کے باوجود ترکی نہ مانا پھر جب واپس گیا اور
رات کو سویا تو خواب میں دیکھا کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
خنجر لئے سینے پر بیٹھ گئے ہیں اور فرمایا:

”کہ اے ترکی ہتا کہ تو نے سیدنا کہنا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں
کہنا تو یہ خنجر دیکھ لے تو کس گنتی میں شمار ہے؟ وہ تو سید العالمین ہیں
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔“

اس پر اس نے منت سماجت کی کہ حضور معاف کر دیں اب
میں ضرور کہوں گا۔ اس پر آنکھ کھل گئی اور تابع ہوا۔ والحمد للہ رب
العالمین۔

قول مبارک:

خواجه خواجگان خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہ کا ارشاد گرامی:
عام مومنوں کے مقام کی انتہا صالحین کے مقام کی ابتدا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ
الْحَقِّ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي بَعَثَ حَبِيبَهُ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ وَجَعَلَهُ
شَفِيعًا لِّلْمُذْنِبِينَ الْخَطَّائِينَ الْهَالِكِينَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ
وَأَصْحَابِهِ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ۔“

اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک لہ نے اپنے حبیب لبیب صاحب
لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو وہ اونچے سے اونچا اونچے سے
اونچا رفیع سے رفیع تر مقام عطا کیا ہے جس کی بلندی تک رسائی کسی
کے بس کی بات نہیں۔ بس اللہ تعالیٰ جلّ جلالہ ہی جانے کے مقامِ مصطفیٰ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رفعت اور بلندی کیا ہے؟

”خدا داند کہ تودر جہ مقامی۔“

”اے اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خدا
تعالیٰ ہی جانے کے آپ کا مقام و مرتبہ کیا ہے۔“

ولیوں قطبوں، غوثوں نے اس مقام رفیع کے بیان کیلئے جو
ارشادات فرمائے ہیں ان میں سے چند ارشادات پیش خدمت ہیں،
پڑھیں اور اپنا ایمان محفوظ و مضبوط کریں۔ حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ

مقامِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وَاَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ:
دلائل الخیرات کی شرح میں واقعہ مذکور ہے کہ حضرت شیخ
الدلائل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عقیدہ مند لوگ اجازت حاصل کر کے
دلائل الخیرات شریف کو بطور وظیفہ پڑھتے۔ ایک دن ایک ترکی نو جوان
حاضر ہوا اور عرض کی:
”مجھے بھی دلائل الخیرات پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔“

ماہنامہ اہلسنت گجرات

منہ ڈال کر تنہائی میں بیٹھ کر غور و فکر کر کہ مقام حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کتنا اونچا اور کتنا رفیع ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

قول مبارک: ۲

ولیوں کے ولی شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری زحمة اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے:

”ایک تین سو ہوتے ہیں ایک چالیس ہوتے ہیں اور ایک تین ہوتے ہیں اور ایک ایک ہوتا ہے اس ایک کی روحانیت سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جسم مبارک ستر درجے لطیف تر ہے۔“ (۱)

اس کی تفصیل یوں ہے کہ جو تین سو ہوتے ہیں وہ نجبا ہیں اور جو چالیس ہوتے ہیں وہ ابدال ہیں اور جو تین ہوتے ہیں وہ قطب ہیں اور جو ایک ہوتا ہے وہ غوث ہوتا ہے اسے قطب الاقطاب بھی کہا جاتا ہے وہ حکومت الہیہ کا جہاں بھر میں اپنے وقت میں سب سے بڑا افسر ہوتا ہے اور اس قطب الاقطاب کی روحانیت سے رحمتہ للعالمین سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جسم مبارک ستر درجے لطیف تر ہے اور جب حبیب خدا سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جسم مبارک قطب الاقطاب کی روحانیت سے ستر درجے لطیف تر ہے تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی روحانیت کا کون اندازہ کر سکتا ہے؟ (خدا داند کہ تو درجہ مقامی)

قول مبارک: ۳

خواجہ خواجگان بایزید بسطامی قدس سرہ فرماتے ہیں میں نے اللہ تعالیٰ کے دربار میں دعاء کی:

”یا اللہ مجھے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مقام و مرتبہ دکھا“

تو جواب ملا:

”اے بسطامی تو میرے حبیب کے مقام کو دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔“

میں نے پھر دعاء کی:

”قَالَ أَبُو يَزِيدَ فَفُتِحَ لِي مِنْ ذَلِكَ قَدْرَ خَوْمِ ابْرَةٍ فَلَمْ أُطِقِ الثُّبُوتَ عِنْدَ ذَلِكَ.“

”یعنی مجھ پر مقام مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سوئی کے ناکے کے برابر کھولا گیا تو پھر بھی میں یہ برداشت نہ کر سکا۔“ (۲)

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ سَيِّدِ الْأَنْبَاءِ زَيْنِ الْمُرْسَلِينَ الْأَخْيَارِ وَعَلَى آلِهِ الْأَخْيَارِ وَصَحَابَتِهِ أُولَى الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ إِلَى يَوْمِ الْقَرَارِ.“

ہماری اپیل ہے کہ جو لوگ حبیب خدا سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے حبیباً بشر کہتے ہیں وہ سوچیں غور کریں اور اپنی آخرت خراب نہ کر بیٹھیں۔ حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ

قول مبارک: ۴

سیدی حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہ نے فرمایا:

”جب میں حج کرنے گیا اور مدینہ منورہ حاضر ہوا اور وہاں روضہ مقدسہ پر حاضری دی تو یوں محسوس ہوا کہ وجود شریف حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عرش سے لیکر فرش تک سارے جہانوں (جن و انس، وحوش و طیور، حیوانات، نباتات، معدنیات، و جمادات) سب کیلئے مرکز ہے۔ بے شک عطا کر نیوالا اللہ رب العالمین ہی ہے لیکن جس کسی کو بھی فیض پہنچتا ہے وہ رحمتہ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے پہنچتا ہے اور مہمات ملک و ملکوت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اہتمام سے انجام پذیر ہوتے ہیں۔“ (۳)

اس ایمان افروز ارشاد مبارک سے ہمیں چند فوائد حاصل ہوئے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱: ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم زندہ جاوید نبی ہیں۔

۲: وہ سارے جہانوں کیلئے از عرش تا فرش ہر ہر فرد اور ہر ہر چیز

۱: ”انقلاب حقیقت“ صفحہ: ۲۲

۲: ”جواہر البہار“ صفحہ: ۲۹۵، جلد: ۳

۳: ”مقامات امام ربانی“ صفحہ: ۱۱۲

کیلئے مرکز اور فیض رساں ہیں۔

۳: عطا کرنے والا بیشک اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن ہر کسی کو ہر نعمت حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے ملتی ہے۔

۴: وہ سب جہانوں کیلئے مہتمم ہیں ان ہی کے اہتمام سے کاروبار عالم چل رہا ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

اور یہ نظریہ صرف سیدی خواجہ محمد معصوم سرہندی کا ہی نہیں بلکہ دیگر اولیائے کرام کا بھی یہی نظریہ ہے۔

قول مبارک: ۵

”ابریشرف“ میں ہے کہ:

”ایک ولی اللہ نے روٹی کا ٹکڑا کھانے کے لئے پکڑا اور اس میں روحانیت کی نظر سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک نور کی تار ہے پھر اس تار کو اوپر سے دیکھنا شروع کیا تو معلوم ہوا کہ یہ تار اس نور کی شعاع ہے جو شعاعیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے نکلتی ہیں۔ شروع میں وہ نور کی ایک تار نظر آئی لیکن غور کرنے سے معلوم ہوا کہ نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شعاعیں جہان کی ہر نعمت کیساتھ وابستہ ہیں۔“ (۱)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ
سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَاصْحَابِهِ الْاَخْيَارِ. وَلِلّٰهِ دَرُ الْقَائِلِ حَيْثُ قَالَ
ہزار بار بشوئم دھن زمٹک وگلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبیست
اس کیلئے ”ایک غلط فہمی کا ازالہ“ کا مطالعہ کریں۔

قول نمبر: ۶

مفسر قرآن حضرت علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ”تفسیر روح المعانی“ میں زیر آیت ”وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ“ فرمایا:

”وَالَّذِي اخْتَارَهُ اَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اِنَّمَا بُعِثَ رَحْمَةً لِّكُلِّ فَرْدٍ فَرْدٍ مِّنَ الْعَالَمِیْنَ مَلَائِکَتِہُمْ وَانْسِہُمْ وَجِنِّہُمْ وَلَا فَرْقَ بَیْنَ الْمُؤْمِنِ وَ الْکَافِرِ مِنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ فِیْ ذٰلِکَ۔“ (۲)

”یعنی میرا نظریہ یہ ہے کہ حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سب جہانوں کے ہر فرد کیلئے رحمت بن کر تشریف لائے ہیں وہ فرشتوں کیلئے بھی رحمت ہیں وہ جنوں کیلئے بھی رحمت ہیں وہ انسانوں کیلئے بھی رحمت ہیں وہ مؤمنوں کیلئے بھی رحمت ہیں تو وہ کافروں کیلئے بھی رحمت ہیں۔“ (۳)

قول نمبر: ۷

حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہ نے ارشاد فرمایا:
”سارے نبی اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سرچشمہ آب حیات کے ایک پیالے سے سیراب ہیں اور اولیاء کرام نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بے پایاں رحمت کے سمندر کے ایک گھونٹ پر قانع اور مفتوح ہیں۔ فرشتے ان کے طفلی اور آسمان ان کی حویلی ہے۔ وجود کا رشتہ ان کے ساتھ منسلک اور ایجاد کا سلسلہ ان کے ساتھ مربوط ہے اور ربوبیت کا ظہور ان کے ساتھ وابستہ ہے۔ ساری کائنات ان ہی کے دم قدم سے قائم ہے اور کائنات کا خالق ان کی رضا کا طالب ہے جیسے کہ حدیث قدری ہے:

”اَنَا اَطْلُبُ رِضَاكَ يَا مُحَمَّدُ۔“ (۴)

سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ
اللہ العظیم

کیسا ایمان افروز ارشاد گرامی ہے۔ اے میرے مسلمان بھائی اس کو غور سے پڑھ نیز اس سے معلوم ہوا کہ اکابر اولیاء کرام ہی مقام مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ جانتے ہیں۔ رَحْمَتُهُمُ اللَّهُ رَحْمَةً وَّاسِعَةً۔
.....باقی آئندہ.....

۱: ”الابریش“ صفحہ: ۲۲۹

۲: ”تفسیر روح المعانی“ سورہ انبیاء

۳: ”تفسیر روح المعانی“ سورہ انبیاء

۴: ”مکتوبات خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہ“ صفحہ: ۳۷

مخزن صدق و صفا

رہا، بیٹے کا تجسس بڑھتا رہا، آخر وہ آگے بڑھا، بڑے بت کے ذرا قریب ہو کر اپنی توتلی زبان کے ساتھ یوں گویا ہوا:
”میں بھوکا ہوں، کچھ کھلائیے..... ننگا ہوں، پہننے کیلئے اچھے سے کپڑے لے دیجئے۔“

باپ اپنی محنت پر مطمئن تھا اور ان باتوں کو بچے کی کم عمری پر محمول کر رہا تھا..... اسے کیا معلوم تھا کہ یہ ساری گفتگو اس روشن ضمیر بچے کے استدلال کا ایک حصہ ہے..... بچہ ضد کے انداز میں اپنی بات دہراتا رہا، مگر ادھر سے کوئی جواب نہ پا کر بچے نے کہا:
”اچھا تیار ہو جا..... اگر تو ”خدا“ ہے تو میرے حملے سے بچ کر دکھا۔“

یہ کہہ کر زمین سے ایک پتھر اٹھایا اور بت کے منہ پر دے مارا..... بت زمین بوس ہو گیا۔

بچے کے اس کام پر بت خانے میں سناٹا چھا گیا..... عبادت گزار کبے بکے رہ گئے..... وہ اس بات پر سراپا حیرت ہیں کہ یہ کیسا بچہ ہے؟ جس کے نرم و نازک ہاتھ سے نکلے ہوئے پتھر نے زمین میں نصب شدہ ہمارے ”خدا“ کو پچھاڑ کے رکھ دیا ہے..... انہیں اپنے خدا کی اس بے عزتی پر ندامت بھی تھی اور غصہ بھی..... مگر بچہ اپنے اس کارنامے پر مطمئن و مسرور نظر آ رہا تھا۔

باپ نے بیٹے کو کھانے والی نظروں سے دیکھا، پھر زور سے اس کے ریشم ایسے ملائم گالوں پر تھپڑ رسید کئے اور بت خانے سے کھینچ کر باہر لے آیا..... اس کا چہرہ غصے میں تہمتا رہا تھا، اپنی بیوی سے کہا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط
حسب معمول آج بھی گلی میں بڑی رونق اور چہل پہل تھی..... گلی کی ٹکر میں ایک ہال نما کمرہ تھا، جسے خوب سجایا گیا تھا..... چاروں طرف مختلف اشکال کے بت قرینے سے رکھے گئے تھے اور کمرے کے عین وسط میں ایک قد آدم مجسمہ نصب تھا..... ساکت و صامت بتوں کے آگے نذر و نیاز کے ڈھیر لگے ہوئے تھے اور ان کے پرستار اپنے ہاتھوں تراشے ہوئے ان بتوں کے آگے سراپا نیاز ہیں..... کوئی ہاتھ جوڑے کھڑا ہے تو کوئی رکوع کے بل جھکا ہوا ہے..... کوئی ان کے چرنوں کو چھو رہا ہے تو کوئی سجدہ ریز ہے..... اسی اثنا میں ایک شخص اپنے ننھے منے سے بچے کی انگلی پکڑے بت خانہ میں داخل ہوا..... پہلی ہی نظر میں یہاں کے پراسرار ماحول نے بچے کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا تھا..... شاید وہ یہ سوچ رہا تھا کہ زندہ متحرک انسان، ان بے حس و حرکت مجسموں کے سامنے کیوں جھکے جاتے ہیں..... اس کی یہی فطری سوچ تھی کہ وہ گھر میں رکھے ہوئے بت کی طرف بھی کبھی متوجہ نہیں ہوا تھا..... بت خانے میں آج وہ پہلی بار آیا تھا، نہ جانے یہاں تک لانے میں اس کے والد کو کتنی ترغیب و تشویق اور محنت سے کام لینا پڑا ہوگا..... بت خانے یہاں پہنچ جانے کے بعد اس کا والد بے حد شاداں و فرحان نظر آ رہا تھا..... وہ پیار بھرے انداز میں بیٹے سے مخاطب ہوا:
”یہ رہے تیرے بلند و بالا عظمت والے خدا، انہیں سجدہ کیجئے۔“

سوچوں میں گم دم دکھائی دینے والے بچے کو بھونڈ کر باپ نے اپنی بات پھر دہرائی، بتوں کا تفصیلی تعارف کرایا..... وہ باتیں کرتا

”آج میری بڑی رسوائی ہوئی..... تیرے اس لال نے ہمارے خدا کو ذلیل و خوار کیا اور پتھر مار کر نیچے گرا دیا۔“
خاوند کا طعن سن کر عورت بولی:

”اسے اس کے حال پر چھوڑ دینے میں ہی ہماری بھلائی ہے..... مجھے تو پہلے ہی یہ بڑا عجیب اور پراسرار سا لگتا ہے۔“
آخر بچے میں ایسی کیا بات دکھائی دی تھی..... خاوند نے سوال کیا؟

آج سے کوئی چار پانچ سال پہلے کی بات ہے، بیوی نے جواب دیا:

”جب اس کی پیدائش کا وقت تھا، غیب سے مجھے ایک آواز سنائی دی:

يَا أَمَّةَ اللَّهِ عَلَى التَّحْقِيقِ
إِبْشِرِي بِالْوَلَدِ الْعَتِيقِ
إِسْمُهُ فِي السَّمَاءِ الصِّدِّيقِ
لِمُحَمَّدٍ صَاحِبِ وَرَفِيقِ^(۱)

”اے اللہ کی بندی! تجھے ایک ایسے آزاد لڑکے کی بشارت ہو..... جس کا نام آسمانوں میں صدیق ہے اور وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا صاحب و رفیق ہوگا۔“

بتوں سے متنفذ، شہر مکہ کا رہنے والا یہ پراسرار بچہ وہی تھا، جس کا نام گھر والوں نے ”عبد الکعبہ بن ابی قافہ“ رکھا، مشرف باسلام ہونے کے بعد عبد اللہ کہلایا اور چار دانگ عالم میں ”ابوبکر صدیق“ کے لقب سے ممتاز ہوا..... رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ

ولادت باسعادت:

سیدنا ابوبکر صدیق رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کی ولادت باسعادت

واقعہ فیل (جب حبشہ کا بادشاہ، ابرہہ ہاتھیوں کے لشکر سے مکہ مکرمہ پر حملہ آور ہوا) سے تقریباً دو سال چار ماہ بعد ہوئی۔ (۲)

آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دو سال چند ماہ چھوٹے تھے۔ (۳)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت عام الفیل میں ہوئی۔ (۴)

تب سن عیسوی ۱۲۲ اپریل ۵۷۱ء اور کرمی یکم حیثہ ۶۲۸ تھا۔ (۵)
حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

سیدہ عائشہ صدیقہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں:
”ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر صدیق رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ میرے گھر میں تشریف فرما تھے اور اپنے میلاد کے حوالے سے محو گفتگو تھے..... جس کا خلاصہ اور حاصل یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک حضرت ابوبکر سے زیادہ تھی۔“ (۶)

بوقت ولادت اعلان خداوندی:

حافظ ابن عساکر، حضرت ابن عمر رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”لَمَّا وَلِدَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ أَقْبَلَ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى جَنَّةِ عَدْنٍ فَقَالَ: وَعِزَّتِي وَجَلَالِي لَا أَذْخِلُكَ إِلَّا مَنْ يُحِبُّ هَذَا الْمَوْلُودَ.“

”جب ابوبکر صدیق کی ولادت ہوئی، تو اللہ تعالیٰ جنت عدن سے مخاطب ہوا، مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم، اے جنت! تجھ میں صرف ان ہی لوگوں کو داخل کروں گا جو اس نومولود سے محبت رکھے گا۔“

۱: ”ارشاد الساری شرح صحیح بخاری“ جلد: ۶، صفحہ: ۲۰۹، ۱۰

۲: ”مختصر تاریخ دمشق“ لابن عساکر، جلد: ۱۲، صفحہ: ۳۷

۳: ”تاریخ الخلفاء“ صفحہ: ۳۰

۴: ”المواہب اللدنیہ مع زرقانی“ جلد: ۱، صفحہ: ۱۳۰

۵: ”رحمة للعالمین“ قاضی محمد سلطان منصور پوری، جے ایس پرنٹرز، لاہور، جلد: ۱، صفحہ: ۴۰

۶: ”الاصابة“ جلد: ۲، صفحہ: ۳۳۳

۷: ”مختصر تاریخ دمشق“ جلد: ۱۳، صفحہ: ۶۹

نام و نسب:

سیدنا ابوبکر صدیق کا اسم گرامی زمانہ جاہلیت میں عبدالکعبہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تبدیل کر کے عبداللہ تجویز فرمایا۔ (۱)

آپ کے والد ماجد ابوقحافہ کا نام عثمان تھا، جن کا تعلق بنو تیم قبیلہ سے تھا اور نسب اس طرح ہے:

”أَبُو قَحَافَةَ عَثْمَانُ بْنُ عَامِرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ كَعْبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ تَيْمِ بْنِ مُوَرَّةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيِ بْنِ غَالِبِ بْنِ فِهْرِ بْنِ الْقُرَشِيِّ التَّيْمِيِّ“۔ (۲)

والدہ ماجدہ کا نام ام الحیر سملی تھا، ان کا نسب حسب ذیل ہے:

سَمْلَى بِنْتُ صَخْرٍ بْنِ عَمْرِو بْنِ كَعْبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ تَيْمِ۔ (۳)

القاب:

آپ عتیق اور صدیق کے لقب سے ممتاز ہیں، جب کہ کنیت آپ کی ابوبکر ہے۔

عتیق:

بعض کا خیال ہے کہ عتیق آپ کا نام تھا، مگر صحیح یہ ہے کہ عتیق آپ کا لقب ہے۔ (۴)

☆ آپ کو عتیق کیوں کہا جاتا ہے؟ چند وجوہ حسب ذیل ہیں:

☆ آپ کی والدہ ماجدہ کی اولاد زندہ نہیں رہتی تھی، جب آپ پیدا ہوئے تو والدہ آپ کو بیت اللہ شریف لے گئیں اور دعا کی:

”بارا لها! اے موت سے آزاد کر کے میری خاطر زندگی

عطا فرما دے۔“

دعا قبول ہوئی اور آپ کا لقب عتیق پڑ گیا۔ (۵)

☆ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر فرمایا:

”هَذَا عَتِيقُ اللَّهِ مِنَ النَّارِ“۔ (۶)

”یہ من جانب اللہ جہنم کی آگ سے آزاد (محفوظ) ہیں۔“

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی سے دوسری روایت میں ہے، فرماتی ہیں:

”ایک دن میں اپنے گھر میں موجود تھی، باہر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے، میرے اور صحابہ کے درمیان پردہ حائل تھا، اچانک ابوبکر حاضر خدمت ہوئے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا:

”مَنْ سَرَّهَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى عَتِيقٍ مِنَ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ“۔

”جو دوزخ سے آزاد شخص کو دیکھنا پسند کرے، وہ ابوبکر کی زیارت کرے۔“ (۷)

اگرچہ بعض روایات سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کا لقب عتیق پہلے سے تھا مگر یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد سے لقب عتیق کو شہرت مل گئی۔ (۸)

☆ عتیق بمعنی حسن و جمال..... چونکہ آپ بہت حسین و جمیل تھے، اسی وجہ سے لوگ آپ کو عتیق کہتے تھے۔ (۹)

☆ شیخ ابن جوزی لکھتے ہیں:

۱: ”استیعاب“ جلد: ۱، صفحہ: ۳۲۹

۲: ”استیعاب“ جلد: ۱، صفحہ: ۳۲۹/طبقات ابن سعد، جلد: ۳، صفحہ: ۱۶۹

۳: ”الکامل فی التاریخ“ جلد: ۲، صفحہ: ۴۲۰

۴: ”تاریخ الخلفاء“ صفحہ: ۲۸

۵: ”مختصر تاریخ دمشق“ جلد: ۱۳، صفحہ: ۳۵

۶: ”طبقات ابن سعد“ جلد: ۳، صفحہ: ۱۷۰

۷: ”تاریخ دمشق“ جلد: ۱۳، صفحہ: ۳۵/الریاض النضرۃ، جلد: ۱، صفحہ: ۷۸

۸: ”زرقانی“ جلد: ۱، صفحہ: ۲۲۱

۹: ”تاریخ الخمیس“ جلد: ۲، صفحہ: ۱۹۹

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے حسن و جمال کی وجہ سے آپ کا لقب عتیق رکھا۔ (۱)
☆ آپ کے نسب میں کوئی عیب نہ ہونے اور حسن نسب کی وجہ سے عتیق کہا گیا۔ (۲)
☆ عتیق بمعنی قدیم..... آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیونکہ قدیم اسلام ہیں اور ابتداء ہی سے خیر اور بھلائی آپ کیلئے مقدر ہو چکی تھی، اس لئے عتیق ٹھہرے۔ (۳)

صدیق:

آپ کا سب سے مشہور لقب صدیق ہے۔ حافظ ابن عبد البر اس کی توجیہ بیان کرتے ہیں:
”لِبِدَائِهِ إِلَى تَصْدِيقِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ“
آپ نے ہر معاملہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرنے میں پہل کی، اس لئے آپ کا لقب صدیق رکھا گیا۔ (۴)
شیخ ابن جوزی لکھتے ہیں کہ:
”خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کا لقب صدیق رکھا اور فرمایا:
”میرے بعد بارہ خلفاء ہوں گے، ابوبکر صدیق تھوڑی مدت کیلئے خلیفہ رہیں گے۔“ (۵)
اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا نام: صدیق
دیلی، ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں،

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
”يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ اللَّهَ سَمَّاكَ الصِّدِّيقَ.“
”اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام صدیق رکھا ہے۔“ (۶)
حضرت مولانا علی رحمۃ اللہ تعالیٰ وَجْهَهُ الْكَوْنِمْ سے منقول ہے کہ یہ لقب اللہ رب العزت نے نازل فرمایا، آپ حلفیہ بیان کرتے ہیں:
”لَا تَنْزِيلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ اسْمَ أَبِي بَكْرٍ مِنَ السَّمَاءِ الصِّدِّيقِ.“
”اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کیلئے صدیق کا لقب آسمان سے نازل فرمایا۔“ (۷)

واقعہ معراج کی تصدیق:

امام حسن بصری اور قتادہ کہتے ہیں:
”آپ کا یہ لقب شب معراج کے اگلے دن کی صبح سے مشہور ہوا۔“ (۸)
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ شب معراج سے اگلے دن مشرکین مکہ حضرت ابوبکر کے پاس آئے اور کہا، اپنے صاحب کی اب بھی تصدیق کرو گے؟ انہوں نے دعویٰ کیا ہے:
”راتوں رات بیت المقدس کی سیر کر آئے ہیں۔“
ابوبکر صدیق نے کہا:
”بے شک آپ نے سچ فرمایا ہے، میں تو صبح وشام اس سے بھی اہم اور مشکل امور کی تصدیق کرتا ہوں۔“
اس واقعہ سے آپ کا لقب صدیق مشہور ہو گیا۔ (۹)

۱: ”صفة الصفوة“ جلد: ۱، صفحہ: ۸۸

۲: ”تاریخ الخميس“ جلد: ۲، صفحہ: ۱۹۹/ الاستیعاب، جلد: ۱، صفحہ: ۳۲۹

۳: ”زرقانی“ جلد: ۱، صفحہ: ۲۳۸

۴: ”الاستیعاب“ جلد: ۱، صفحہ: ۳۳۱

۵: ”صفة الصفوة“ جلد: ۱، صفحہ: ۸۸

۶: ”سبل الهدی“ جلد: ۱۱، صفحہ: ۲۵۲

۷: ”مختصر تاریخ دمشق“ جلد: ۱۳، صفحہ: ۵۲

۸: ”تاریخ الخلفاء“ صفحہ: ۲۹

۹: ”تاریخ الخلفاء“ صفحہ: ۲۹

ابن سعد، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام ابو وہب کے حوالے سے بیان کرتے ہیں، جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سفر معراج سے واپسی پر وادی طویٰ پہنچے تو آپ نے جبریل امین سے فرمایا:

”میری قوم اس واقعہ کی تصدیق نہیں کرگی۔“

جبریل امین نے کہا:

”يُصَدِّقُكَ أَبُو بَكْرٍ وَهُوَ الصِّدِّيقُ.“

”ابو بکر آپ کی تصدیق کریں گے، وہ صدیق ہیں۔“ (۱)

کنیت..... ابو بکر:

عرب میں بالعموم کنیت کا رواج تھا، یہ کبھی اولاد کے نام پر ہوتی ہے، جس طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت ابو القاسم ہے اور کبھی کسی اور مناسبت کے پیش نظر رکھ دی جاتی، جیسے ابو ہریرہ، ابو تراب وغیرہ۔

حضرت صدیق اکبر، ابو بکر کی کنیت سے مشہور ہوئے، اس کی وجہ تسمیہ کیا تھی؟ صحیح بخاری کی ایک روایت سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ بنو کلب قبیلہ کی بکر نامی عورت آپ کے نکاح میں تھی، جسے ہجرت کے موقع پر آپ نے طلاق دی تھی۔ (۲)

البتہ آپ کی اولاد میں سے بکر یا بکرہ نامی کسی کا ذکر نہیں ملتا، جس کی نسبت سے ابو بکر کنیت رکھی گئی ہو۔

امام زرقانی فرماتے ہیں، آپ کی کنیت ابو بکر، حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے رکھی یا کسی اور نے، اس بارے میں کچھ پتا نہیں چل سکا، زختری نے اس کی یہ وجہ بیان کی ہے:

”لَا يُنْكَرُ لَهُ الْخِصَالُ الْحَمِيدَةُ.“

”اپنی ذات میں اوصاف حمیدہ جمع کرنے میں سبقت لے

جانے کی وجہ سے آپ کو بکر کہا گیا۔“ (۳)

زختری کی بیان کردہ توجیہ زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہے۔

صدیق اکبر کا آسمانی نام:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، ایک مرتبہ جبریل امین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ ابو بکر صدیق کا قریب سے گزر ہوا، جبریل نے عرض کی، یا رسول اللہ! وہ ابو قحافہ کے صاحبزادے ہیں؟

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”تم آسمانوں میں رہنے والے انہیں پہنچانتے ہو؟“

جبریل امین نے عرض کی:

”وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَهُو فِي السَّمَاءِ أَشْهُرُ مِنْهُ فِي الْأَرْضِ، وَإِنَّ اسْمَهُ فِي السَّمَاءِ الْحَلِيمُ.“

”قسم ہے آپ کو مبعوث فرمانے والے کی! ابو بکر کا زمین کی نسبت آسمانوں پر زیادہ شہرہ ہے، وہاں ان کا نام حلیم ہے۔“ (۴)

حلیہ مبارکہ:

آپ کا رنگ سفید، رخسار ہلکے ہلکے، چہرہ باریک اور پتلا، پیشانی بلند، منحنی جسم، چادر باندھتے تو نیچے ڈھلک جاتی اور داڑھی کو سرخ مہندی سے رنگا کرتے۔“ (۵)

آپ کی نشوونما مکہ مکرمہ میں ہوئی، کبھی کبھی تجارت کیلئے باہر جاتے، آپ نہایت متمول شخص تھے، قریش میں اخلاق و عادات، فضل و شرف اور احسان کے لحاظ سے اہم مقام کے حامل تھے۔ (۶)

قریش کے مشہور قبیلہ قارہ کے سردار ابن دغنہ نے آپ کے اوصاف حسنہ کا بایں الفاظ اعتراف کیا:

”إِنَّكَ تَكْسِبُ الْمَعْدُومَ، وَتَصِلُ الرَّحْمَ،

۱: ”طبقات ابن سعد“ جلد: ۳، صفحہ: ۱۷۰

۲: ”صحیح بخاری“ باب ہجرة النبی، جلد: ۲، صفحہ: ۸۰۵-۶

۳: ”زرقانی“ جلد: صفحہ: ۲۳۸

۴: ”الریاض النضرہ“ جلد: ۱، صفحہ: ۸۲

۵: ”الکامل فی التاریخ“ جلد: ۲، صفحہ: ۲۲۰

۶: ”تاریخ الخلفاء“ صفحہ: ۳۱

وَتَحْمِلُ الْكُلَّ، وَتُقَرِّئُ الضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ۔“
”اے ابوبکر! بے شک آپ ناداروں کی مدد کرتے ہیں،
صلہ رحمی کرتے ہیں، کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مہمان نوازی کرتے
ہیں اور راجہ حق میں مصیبت زدہ افراد کے کام آتے ہیں۔“ (۱)

عہد جاہلیت:

امام نووی فرماتے ہیں:

”حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار دور جاہلیت
میں قریش کے سرداروں اور اہل مشاورت میں ہوتا تھا۔ آپ کی شخصیت
نہایت محبوب تھی، قریش کے معاملات کو بہتر طور پر سمجھتے تھے۔“ (۲)
قبائل عرب میں باقاعدہ کوئی بادشاہ نہ ہوتا تھا، بلکہ ہر قبیلہ
کے سردار کے ذمہ کوئی نہ کوئی خدمت تفویض کر دی جاتی۔
چنانچہ دیت اور تادان کی ذمہ داری سیدنا ابوبکر صدیق کے
سپردہ تھی۔ (۳)

حافظ ابن عبد البر لکھتے ہیں:

”آپ اسلام سے پہلے کے دور میں بھی نہایت وجیہ اور
روسائے قریش میں سے تھے، اشفاق یعنی دیت و خون بہا کے فیصلے آپ
کے سپرد تھے، آپ کا فیصلہ سب کیلئے قابل قبول ہوتا، اگر کسی قاتل کے
آپ ضامن ہو جاتے تو اسے معتبر سمجھا جاتا، جب کہ کسی اور کی ضمانت
قابل لحاظ نہ سمجھی جاتی۔“ (۴)

شراب نوشی سے محفوظ:

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ شروع ہی سے سلیم
الفطرت تھے، شراب نوشی سے عمر بھر محفوظ رہے۔ ایک بار صحابہ کرام نے
پوچھا، زمانہ جاہلیت میں کبھی شراب نوشی کی ہے؟
آپ نے فرمایا:

”میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔“

صحابہ نے وجہ پوچھی، آپ نے فرمایا:

”مجھے اپنی عزت اور مال کی حفاظت مطلوب تھی، شراب

نوشی عزت و آبرو کیلئے باعث نقصان ہے۔“

”حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات پہنچی تو آپ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دو مرتبہ فرمایا:

”صدق ابوبکر۔“ (۵)

”ابوبکر سچ کہتے ہیں، (واقعی انہوں نے کبھی شراب نوشی

نہیں کی۔“

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

”وَأَنَّهُ كَانَ قَدْ حَرَّمَ الْخَمْرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ۔“

”آپ نے زمانہ جاہلیت میں ہی شراب کو حرام کر رکھا تھا۔“ (۶)

بت پرستی سے نفرت:

ایک ایسے معاشرے میں جہاں کھلے عام بتوں کی پوجا کی

جاتی، آپ دور جاہلیت میں بھی بت پرستی سے محفوظ رہے۔ حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں، ایک مرتبہ حضور صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں انصار و مہاجر صحابہ کرام حاضر تھے،

سیدنا ابوبکر صدیق نے عرض کی، یا رسول اللہ! آپ کی حیات مقدسہ کی

قسم، میں نے کبھی کسی بت کو سجدہ نہیں کیا، یہ سنتے ہی حضرت عمر نے

کہا، زمانہ جاہلیت میں بت پرستی سے حفاظت کا دعویٰ کیوں کر ممکن ہے؟

اس پر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے

بچپن کا وہ واقعہ سنایا، جب آپ کے والد انہیں بت خانہ لے گئے، بتوں

کی تعریف کی اور کہا یہ تیرے معبود ہیں۔ آپ نے بت سے کہا، میں

بھوکا ہوں کھانا کھلا۔۔۔۔۔ ننگا ہوں، کپڑے پہنا۔۔۔۔۔ پھر پتھر اٹھایا اور کہا!

۱: ”صحیح بخاری“ جلد: ۱، صفحہ: ۵۵۲

۲: ”تاریخ الخلفاء“ صفحہ: ۳۱

۳: ”تاریخ الخلفاء“ صفحہ: ۳۱

۴: ”الاستيعاب“ جلد: صفحہ: ۳۳۱

۵: ”الرياض النضره“ جلد: ۱، صفحہ: ۲۰۱

۶: ”الرياض النضره“ جلد: ۱، صفحہ: ۲۰۱

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی برکات اور ارباصات کا مشاہدہ فرماتے رہے۔ (۳)

مزید برآں بعثت نبوی سے پہلے آپ نے ایک عجیب و غریب خواب دیکھا، آسمان پر چودھویں کا چمکتا ہوا چاند اچانک پھٹ گیا، اس کے ٹکڑے مکہ کے ہر گھر میں بکھر گئے، پھر یہ ٹکڑے سمٹ کر اکٹھے ہوئے اور یہ چمکتا ہوا چاند آپ کی گود میں آ گیا..... آپ نے خواب اہل کتاب (عیسائی یا یہودی) کے عالم کو سنایا تو اس نے تعبیر بتائی کہ وہ نبی محتشم، جن کا انتظار ہے، اس آخر الزماں نبی کے آپ معاون و مددگار ہوں گے..... سو جب حضور کی بعثت ہوئی تو آپ نے بلا توقف بغیر کسی پس و پیش کے اسلام قبول کر لیا۔ (۴)

آپ کے قبول اسلام کے سلسلے میں بہت سے واقعات کتب سیر و مناقب میں مرقوم ہیں لیکن خود حضور صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے بعض ارشادات کی روشنی میں یہ امر یقینی ہے کہ آپ قدیم الاسلام ہیں۔ ”ابوبکر کے سوا میں نے جس کسی کو اسلام کی دعوت دی، اس نے توقف کیا، ابوبکر نے میری ہر بات کو قبول کیا اور استقامت کا مظاہرہ کیا۔“ (۵)

محمد بن عبد الرحمن رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے، حضور صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا:

”مَا دَعَوْتُ أَحَدًا إِلَى الْإِسْلَامِ إِلَّا كَانَتْ لَهُ عَنْهُ كِبَوَةٌ وَتَرَدُّدٌ أَنْظِرَ إِلَّا أَبَا بَكْرٍ مَاعَتَمَ عَنْهُ حِينَ ذَكَرْتُهُ لَهُ وَمَاتَرَدَّدَ فِيهِ.“

”میں نے جس کسی کو بھی دعوت اسلام دی، اس نے توقف کیا اور متردد ہوا مگر ابوبکر نے میری دعوت کو کسی پس و پیش کے بغیر بلا تردد قبول کر لیا۔“ (۶)

اگر معبود ہے تو خود کو بچا لے..... زور سے پتھر مارا، بت اوندھا کر گیا..... ابو قحافہ کو سخت رنج پہنچا، گھر آ کر حضرت ابوبکر صدیق کی والدہ سے شکایت کی، انہوں نے کہا، اس بچے کو کچھ نہ کہو، یہ ابھی میرے شکم میں تھا تو غیب سے ندا آئی:

يَا أَمَّةَ اللَّهِ عَلَى التَّحْقِيقِ
إِبْشِرِي بِالْوَلَدِ الْعَتِيقِ
إِسْمُهُ فِي السَّمَاءِ الصَّدِيقِ
لِمُحَمَّدٍ صَاحِبِ وَرَفِيقِ

”اے اللہ کی بندی! تجھے بشارت ہو، ایک آزاد بیٹے کی..... جس کا نام آسمانوں میں صدیق ہے اور وہ محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا رفیق ہوگا۔“

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق نے جب واقعہ سنایا تو سیدنا جبریل امین حضور صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تین مرتبہ حضرت ابوبکر کی تصدیق کرتے ہوئے کہا:

”ابوبکر نے سچا واقعہ بیان کیا ہے۔“ (۱)

قبول اسلام:

رسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم سے آپ کی شروع ہی سے دوستی تھی، آپ حضور صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے ندیم خاص اور راز داں تھے..... بعثت سے پہلے حضور صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم غیب سے آواز سننے، کوئی پکارتا:

”يَا مُحَمَّدُ..... اس خصوصی راز سے آپ نے ابوبکر کو آگاہ فرمادیا۔ (۲)

۱۸ سال کی عمر میں آپ نے حضور کیساتھ بغرض تجارت شام کا سفر اختیار فرمایا، اس موقع پر بحیرہ راہب کے ہاں اور راستہ میں حضور

۱: ”ارشاد الساری شرح صحیح بخاری، جلد: ۲، صفحہ: ۲۰۹، ۱۰

۲: ”الریاض النضرہ“ جلد: ۱، صفحہ: ۹۲

۳: ”المواہب اللدنیہ/ زرقانی، جلد: ۱، صفحہ: ۱۹۷ / مدارج النبوة، جلد: ۲، صفحہ: ۲۶

۴: ”زرقانی“ جلد: ۱، صفحہ: ۲۲۰ / سبیل الہدی والرشاد، جلد: ۲، صفحہ: ۳۰۳

۵: ”مختصر تاریخ دمشق“ جلد: ۱۳، صفحہ: ۴۴

۶: ”مختصر تاریخ دمشق“ جلد: ۱۳، صفحہ: ۴۴

مدح صدیق اکبر بزبان حسان بن ثابت:

حضرت ابن عباس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے پوچھا گیا، سب سے پہلے کس نے اسلام قبول کیا، آپ نے فرمایا، کیا تم نے حضرت حسان کے یہ اشعار نہیں سنے:

إِذَا تَدَكَّرْتُ شَجَوَامِنُ أَخِي ثِقَّةٍ
فَأَذْكُرُ أَخَاكَ أَبَا بَكْرٍ بِمَا فَعَلَا
خَيْرَ الْبَرِيَّةِ أَتَقَاهَا وَأَعْدَلُهَا
بِعَدِّ النَّبِيِّ وَأَوْفَاهَا بِمَا حَمَلَا
وَالثَّانِي الثَّانِي الْمَحْمُودُ مَشْهُدُهُ
وَأَوَّلُ النَّاسِ مِمَّنْ صَدَّقَ الرُّسُلَا (۱)

”جب تم اپنے سچے بھائی کے دکھ درد کو یاد کرنے لگو تو اپنے بھائی ابو بکر کے کارناموں کو یاد کر لینا۔

”آپ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد تمام مخلوق میں سب سے بہتر ہیں، آپ سب سے زیادہ متقی، عادل اور حقوق و ذمہ داریوں کو نبھانے میں سب سے زیادہ وفادار ہیں۔

آپ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ثانی، آپ کے تابع، ہمیشہ ساتھ رہنے والے اور ممدوح و مرجع خلائق ہیں..... آپ ہی وہ پہلے شخص ہیں، جنہوں نے سب سے پہلے رسولوں کی تصدیق کی۔“ آخری مصرع میں آپ کی اسلام میں اولیت کی زبردست شہادت ہے اور سرکار کی بارگاہ میں اسے بیان کرنے اور آپ کے سماعت فرمانے سے اس کی ثقاہت و اہمیت محتاج بیان نہیں۔

حافظ ابن عبد البر نے حضرت حسان رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے مزید دو شعر درج کئے ہیں:

وَأَنَا ابْنِي ابْنِي فِي الْغَارِ الْمُنِيفِ وَقَدْ
طَافَ الْعُدُوُّ بِهِ إِذْ صَعَدُوا الْجَبَلَا
وَكَانَ خُبْرَ رَسُولِ اللَّهِ قَدْ عَلِمُوا
خَيْرَ الْبَرِيَّةِ لَمْ يَعْدِلْ بِهِ رَجُلًا (۲)

”اس بلند پہاڑ پر واقع غار میں دو میں سے دوسرے آپ ہی تھے، جب پہاڑی پر چڑھنے کے بعد دشمن غار کے ارد گرد منڈلانے لگے۔

آپ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے محبوب ہیں، سب کو معلوم ہے کہ آپ تمام مخلوق میں سے بہتر ہیں اور کوئی بھی انکے برابر نہیں۔“

صدیق اکبر کی منقبت سننا سنت مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے:

حافظ ابن عساکر بیان کرتے ہیں، سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت حسان رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے پوچھا:

”هَلْ قُلْتَ فِي أَبِي بَكْرٍ شَيْئًا.“

”کیا ابو بکر کے بارے میں میں بھی کچھ کہا ہے۔“

عرض کی، ہاں، پھر آپ نے درج بالا اشعار سنائے:

”فَسَرَ النَّبِيُّ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فَقَالَ أَحْسَنْتَ يَا حَسَّانُ.“ (۳)

”اشعار سن کر حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اظہارِ مسرت کیا اور فرمایا، اے حسان! تو نے خوب کہا۔“

”کنز العمال“ میں ہے، حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:

”قُلْ وَأَنَا أَسْمَعُ.“

”(صدیق کی منقبت) کہیے، میں سننا چاہتا ہوں۔“

حضرت حسان بن ثابت رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ منقبت سنا چکے تو آقا حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خوش ہو گئے:

”فَصَحَّحَ نَوَاجِذَهُ وَقَالَ صَلَفَتْ يَا حَسَّانُ هُوَ كَمَا قُلْتَ.“

”مسکراہٹ سے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا،

۱: ”الاستيعاب“ جلد: ۱، صفحہ: ۳۳۰/رزرقانی، جلد: ۱، صفحہ: ۲۳۹

۲: ”الاستيعاب“ جلد: ۱، صفحہ: ۳۳۰

۳: ”الاستيعاب“ جلد: ۱، صفحہ: ۳۳۰

اے حسان! تو نے سچ کہا ہے، واقعی صدیق ایسے ہیں جیسے تو نے بیان کیا۔“ (۱)

اس روایت سے ثابت ہوا کہ:

”نعت“ کی طرح منقبت صدیق اکبر کی سماعت بھی سنت مصطفیٰ ہے اور منقبت سنانا سنت صحابہ ہے نیز حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح سرائی پر اظہار مسرت، آقا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے:

مصدق اوّل:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”إِنَّ اللَّهَ بَعَثَنِي إِلَيْكُمْ فَقُلْتُمْ: كَذَبْتَ، وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: صَدَقَ.“

”اللہ تعالیٰ نے مجھے تم سب کی طرف مبعوث فرمایا تو سب نے میری تکذیب کی، جب کہ ابوبکر نے میری تصدیق کی۔“ (۲)

صدیق اکبر کیلئے تمام ایمان داروں کا ثواب:

آپ کے ایمان کی اولیت کا اس حدیث سے بھی استدلال کیا جاسکتا ہے جسے خطیب بغدادی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و آلہ وسلم سے روایت کیا، آپ فرماتے ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا:

”يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ اللَّهَ أَعْطَانِي ثَوَابَ مَنْ آمَنَ لِي مُنْذُ خَلَقَ آدَمَ إِلَى أَنْ بَعَثَنِي، وَأَنَّ اللَّهَ أَعْطَاكَ يَا أَبَا بَكْرٍ ثَوَابَ مَنْ آمَنَ بِي مُنْذُ بَعَثَنِي إِلَى أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ.“

”اے ابوبکر، آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لیکر میری بعثت تک جو کوئی بھی مجھ پر ایمان لایا، ہر ایک کا ثواب اللہ تعالیٰ مجھے پہنچائے

گا اور اے ابوبکر! میری بعثت سے تاقیامت تمام ایمان داروں کا ثواب تجھے ملے گا۔“ (۳)

تطبیق روایات:

قبول اسلام کی اولین سعادت کسے نصیب ہوئی؟ اس کا حتمی فیصلہ نہایت مشکل ہے، کیونکہ اس سلسلہ میں متعدد ومتضادات روایات ملتی ہیں، جن میں تین حضرات کے اسمائے گرامی نمایاں ہیں:

۱: حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۲: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳: حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و آلہ وسلم

تاہم قول فیصل وہی ہے جو حافظ امام جلال الدین سیوطی نے ”سراج الامم کا شفاء الغمہ“ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے بیان کیا ہے..... آپ نے اولیت ایمان کی تمام روایات میں تطبیق کرتے ہوئے نہایت قرین قیاس اور دل لگتی بات کہی ہے، فرماتے ہیں:

”مردوں سب سے پہلے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عورتوں میں سب سے پہلے سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور بچوں میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔“ (۴)

اعزاز:

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام میں جو مقام و مرتبہ ہے اس کا انکار ممکن نہیں، مزید برآں اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ اعزاز بھی بخشا کہ آپ کی چار پشتیں شرف صحابیت سے بہرہ یاب ہوئیں اور یہ اعزاز کسی اور کے حصہ میں نہیں آیا:

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
یہ دراصل ان پر اللہ و رسول (جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ

۱: ”کنز العمال“ جلد: ۲، صفحہ: ۳۲۰، ۳۱۸

۲: ”صحیح بخاری“ جلد: ۱، صفحہ: ۵۱۷، حدیث نمبر: ۳۶۶۱

۳: ”تاریخ بغداد“ جلد: ۲، صفحہ: ۲۵۶

۴: ”تاریخ الخلفاء“ صفحہ: ۳۲

وَاللّٰهُ تَعَالٰی عَنَّا بِرَکَّهِ خَدَاوَنَدٰی مِیْلِ دَعَا کِی قُبُولِیَّتِ کَا نَتِیجَہ تَہَا..... حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بَارِگاہِ خَدَاوَنَدٰی مِیْلِ دَعَا کِیَا کَر تَے:

”رَبِّ اَوْزِ عِیْنِیْ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰی وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَ اَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ وَ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْکَ وَ اِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ.“

”اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیرے اس احسان کا شکر ادا کرتا رہوں، جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر فرمایا اور اس پر کہ میں وہ نیک کام کرتا رہوں، جو تجھے پسند آئے اور میرے لئے میری اولاد میں نیکی رکھ دے، بے شک میں تیرے فرماں برداروں میں سے ہوں۔“ (۱)

اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور آپ کے والدین اور تمام اولاد کو دولت ایمانی سے سرفراز فرمایا۔ (۲)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے سرفراز ہیں:

”حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے والدین بھی مسلمان اور آپ کے صاحبزادے محمد اور عبداللہ اور عبدالرحمن اور آپ کی صاحبزادیاں حضرت عائشہ اور حضرت اسماء اور آپ کے پوتے محمد بن عبدالرحمن (اور نواسے حضرت عبداللہ بن زبیر (محب)..... یہ سب مومن اور سب شرف صحابیت سے مشرف صحابہ ہیں رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اَجْمَعِیْنَ..... آپ کے سوا کوئی ایسا نہیں ہے جس کو یہ فضیلت حاصل ہو کہ اسکے والدین بھی صحابی ہوں خود بھی صحابی ہو، اولاد بھی صحابی اور پوتے بھی صحابی، چار پشتیں شرف صحابیت سے مشرف۔“ (۳)

یہ تفصیل قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے بھی بیان کی ہے۔“ (۴)

امام فخر الدین الرازی فرماتے ہیں:

”حَسْبِيَ الْوَحْدِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَقَوْمٌ كَثِيرٌ مِنْ مُتَاَخِرِي الْمَفْسِرِينَ وَ مُتَقَدِّمِيهِمْ اِنَّ هَذِهِ الْاٰیَةَ نَزَلَتْ فِيْ اَبِيْ بَكْرٍ الْوَحْدِيُّ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ.“

”حضرت ابن عباس اور متقدمین و متاخرین مفسرین میں سے بہت سے حضرات کے نزدیک یہ آیت مبارکہ سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے حق میں نازل ہوئی۔“ (۵)

اشاعت اسلام:

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنی قوم کی تالیف قلوب کر نیوالے اور محبوب شخصیت کے حامل تھے، وہ قریش کے نسب اور ان کے تمام معاملات سے خوب واقف تھے، آپ تاجر خلیق اور نیک سیرت انسان تھے، آپ کی قوم کے لوگ آپ سے نہایت درجہ انس رکھتے اور اپنے امور میں آپ کے علم اور تجربہ سے مستفید ہوتے، آپ خوش مجلس تھے۔

چنانچہ آپ نے دعوت اسلام کا کام شروع کیا، آپ کی ترغیب سے حضرت عثمان، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد، حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اَجْمَعِیْنَ ایسے جلیل القدر لوگ مشرف باسلام ہوئے۔ (۶)

سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ہاتھوں اسلام لانیوالے ان پانچ حضرات کا تعلق دس افراد پر مشتمل اس مقدس جماعت سے ہے، جنہیں عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے۔ (۷)

..... بقیہ صفحہ نمبر ۱۱ پر ملاحظہ فرمائیں.....

۱: ”الاحقاف“ ۲۶: ۱۵

۲: ”سبل الہدیٰ ولرشاد“ جلد: ۱۱۱، صفحہ: ۲۵۷/تفسیر مظہری، جلد: ۸، صفحہ: ۲۰۵، ۲۰۴

۳: ”خزائن العرفان“ زیر آیت بالا

۴: ”مظہری“ جلد: ۸، صفحہ: ۲۰۴، ۲۰۵

۵: ”تفسیر کبیر“ جلد: ۲۸، صفحہ: ۲۱ تا ۱۹

۶: ”الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ“ جلد: ۲، صفحہ: ۲۳۳

۷: ”نور الابصار“ صفحہ: ۵۳

عقیدہ نورانیت مصطفیٰ ﷺ

آئمہ تفسیر کی نظر میں

لئے ہمارے یمن میں برکت عطا کر۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! ہمارے نجد میں بھی۔ آپ نے دوبارہ دعا فرمائی اے اللہ! ہمارے لئے ہمارے شام میں برکت عطا کر، اے اللہ! ہمارے لئے ہمارے یمن میں برکت عطا کر۔ پھر عرض کیا گیا یا رسول اللہ! ہمارے نجد میں بھی۔ میرا خیال ہے کہ آپ نے تیسری مرتبہ فرمایا وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں سے شیطان کی سینک (گروہ) نکلے گی۔^(۱)

یہی روایت اختصار کے ساتھ مسند امام احمد بن حنبل اور دیگر کتب احادیث میں موجود ہے اور اس میں ان الفاظ کا اضافہ ہے:

وَلَهَا تِسْعَةُ عَشْرِ الشَّرِّ - او کما قال

”یعنی وہاں دس میں سے نو حصے شر ہوگا۔“^(۲)

صحابہ کرام علیہم الرضوان اس گمراہ فرقے کی نشانیوں بیان کرتے تھے:

”وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللَّهِ وَقَالَ إِنَّهُمْ انْطَلَقُوا إِلَى آيَاتِ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُواهَا عَلَى الْمُؤْمِنِينَ“

”حضرت (عبداللہ) ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما (خوارج) کو بدترین مخلوق سمجھتے تھے کیونکہ انھوں نے جو آیات کفار کے حق میں نازل ہوئیں انھیں مؤمنین پر چسپاں کیا۔“^(۱)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعائے رحمت سے محروم عرب کے خطہ نجد سے جنم لینے والی تحریک وہابیہ نجدیہ کا ہندوستان میں علمبردار، بات بات پر حدیث، حدیث کا ورد کر نیوالا، خود کو احمدیہ کھلوانیوالا گروہ وہابیہ نجدیہ آج سے تقریباً دو سو سال قبل وجود میں آیا۔

غیب کی خبریں دینے والے آقا دو جہاں محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس فرقے کے بارے میں اپنی امت کو پہلے سے ہی خبردار کر دیا تھا۔

چنانچہ آپ کا ارشاد ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمِينِنَا قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَفِي نَجْدِنَا قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمِينِنَا قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَفِي نَجْدِنَا قَالُوا قَالَ فِي الثَّالِثَةِ هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَذَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ - او کما قال

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! ہمارے لئے ہمارے شام میں برکت عطا کر، اے اللہ! ہمارے

۱: صحیح بخاری، کتاب الفتن، باب قول النبی الفتنۃ من قبل المشرق۔ صحیح مسلم، کتاب الفتن وأشراف الساعة، باب الفتنۃ من المشرق من حیث یطلع قرن الشیطان۔ مسند امام احمد بن حنبل، ۱/۲۰ المکتب الاسلامی بیروت

۲: مسند امام احمد بن حنبل، ۱/۲۰ المکتب الاسلامی بیروت

۳: صحیح بخاری، کتاب استنابة المرتدین والمعادن، باب قتال الخوارج والملحدین بعد اقامة الحجۃ علیہم۔ صحیح مسلم کتاب الزکوۃ، باب التحریض علی قتل الخوارج۔ صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ، باب الخوارج شر الخلق والخلیقة۔ سنن ابوداؤد، کتاب السنۃ، باب فی قتل الخوارج۔ سنن نسائی، کتاب تحریم الدم، باب من شہر سیفہ ثم وضعہ فی الناس۔ سنن ابن ماجہ، باب فی ذکر الخوارج۔ مسند امام احمد بن حنبل۔ صحیح ابن حبان۔ مستدرک حاکم۔ طبرانی ابن ابی شیبہ۔ مسند ابویعلیٰ۔ فتح الباری

آخری زمانہ میں اس حدیث کے مصداق محمد بن عبدالوہاب نجدی اور ہندوستان میں اسماعیل دہلوی اور ان کے متبعین ہیں محمد بن عبدالوہاب نجدی نے ”کتاب التوحید“ لکھی اور اسماعیل دہلوی (چمنستان شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ) نے ہندوستان میں اس کی ”تقویۃ الایمان“ کے نام سے اشاعت کی۔ ان دونوں کتابوں میں بتوں اور کفار کے حق میں نازل ہونے والی آیات کو اولیاء اور مسلمانوں پر چسپاں کر کے انھیں ابوجہل کی طرح مشرک لکھا گیا ہے۔ کتاب ”تقویۃ الایمان“ کو انگریزوں نے ہاتھوں ہاتھ لیا اور اسے رائل ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ سے چھاپ کر ہندوستان بھر میں مفت تقسیم کیا اس کے مصنف اسماعیل دہلوی کے وعظ کھلے عام ہوتے تھے بلکہ ایک دفعہ علامہ فضل حق خیر آبادی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی کوششوں سے اسماعیل دہلوی کے وعظ پر پابندی لگادی گئی بعد میں جب انگریز ریزیڈنٹ کو پتا چلا کہ یہ تو اپنا بندہ تھا تو وعظ دوبارہ جاری کر دیا۔ (۱)

یہ فرقہ اس قدر گمراہ ہے کہ جب بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان و عظمت کی کوئی بات ہوتی ہے تو فوراً تحریر اور تقریراً اس کے رد کے لئے کمر بستہ ہو جاتا ہے اور اپنے باطل نظریات کے اثبات کے لئے قرآن مجید کی آیات کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں جس سے سادہ لوح لوگ ان کے جھانسنے میں آ جاتے ہیں۔ اس پر وہابیہ نجدیہ کی کتب شاہد ہیں۔

حال ہی میں وہابی نجدی عقائد رکھنے والے ایک صحافی محمود مرزا جہلمی چیف ایڈیٹر مفت روزہ ”صدائے مسلم“ لاہور کا ایک مضمون بعنوان ”الصلوة والسلام علیک یا نور من نور اللہ“ کی حقیقت ماہنامہ ”حریمین“ جہلم کی اشاعت مارچ، اپریل ۲۰۰۹ء میں شائع ہوا۔ مضمون کیا ہے؟

وہابیوں نجدیوں کی جہالتوں، سفاہتوں اور ضلالتوں کی ایک

ناقابل تردید دستاویز ہے۔

موصوف کے مضمون میں سے چند اقتباسات پیش کئے جا رہے ہیں ان کے تفصیلی جوابات انشاء اللہ تعالیٰ آگے دیئے جائیں گے۔

”قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ“

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے نور میں سے نور کہنے والے اس آیت کریمہ سے بڑا ہی غلط استدلال کرتے ہیں اور اپنے غلط استدلال کے دوران خود اسی آیت کا باقی حصہ چھوڑ دیتے ہیں۔“ (۲)

”اگر نور اور کتاب دو چیزیں ہیں تو ان کے ساتھ ”بہما“ کی ضمیر آنی چاہیے جبکہ یہاں ”بہ“ کی ضمیر آئی ہے جو واحد مذکر کے لئے آتی ہے۔“ (۳)

”وہ لوگ جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (نور من نور اللہ) ہیں، وہ دراصل اللہ تعالیٰ کی ذات احد میں نقص واقع کرتے ہیں جو صریح کفر ہے۔ یہ عقیدہ بڑا ہی ناقص اور غیر عقلی ہے۔ ناقص اس لئے کہ یہ جزو کل سے نکالتا اور پھر خرخرج کو ناقابل تقسیم اکائی بھی کہتا ہے۔ ثانیاً: کل خالق ہے اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اگر اس کل کا جزو ہیں تو مخلوق نہیں ہو سکتے۔“ (۴)

”بے شک ہم نے توریت اتاری، اس میں ہدایت اور نور ہے۔“ ہدایت اور نور اور کتاب ایک ہی چیز ہے۔ یہاں توریت کے اندر ہدایت اور نور بتایا گیا۔ کیا کوئی پاگل شخص بھی یہ کہہ سکتا ہے کہ نور سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں جو توریت میں داخل ہیں اور اللہ کے نور سے نور ہیں۔“ (۵)

”انفسکم اور مشلکم کی موجودگی میں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو (نور من نور اللہ) کہنا ممکن نہیں رہتا تو پھر یہ کہا جاتا ہے کہ: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں تو بشر مگر اس

۱: حیات طیبہ، صفحہ ۱۰۴، ۱۰۵ اسلامی ادکامی لاہور

۲: حریمین، صفحہ ۲۲

۳: حریمین، صفحہ ۲۲

۴: حریمین، صفحہ ۲۰

۵: ”حریمین“ صفحہ ۲۳

آیت کا تکرار گناہ ہے۔ یعنی بچے جب قرآن حفظ کرتے ہیں تو اس آیت کو ہزار ہزار بار دہراتے ہیں اور تکرار کرتے ہیں تو گناہ کرتے ہیں۔ قارئین کرام فیصلہ خود ہی فرمائیں کیا بچے واقعی ایسا کر کے گناہ کرتے ہیں؟“ (۱)

”ہم توقع کرتے ہیں کہ مولانا نعیم الدین کی اس تفسیر کے بعد (نور من نور اللہ) کے قائل فوراً توبہ کر کے اپنی عاقبت سنواریں گے۔“ (۲)

پردے اندر جیہذا نور سی ادہ بن کے محمد آگیا
 ”(نور من نور اللہ) تو محض اک بہانہ ہے۔ اصل عقیدہ فاسدہ اس مصرع میں بیان کر دیا گیا ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دراصل خود ہی اللہ ہیں۔“ (۳)

”اللہ تعالیٰ اکثریت کے عقائد و اعمال پر فیصلے صادر کرتے ہیں۔ ہماری اکثریت کے عقائد، اعمال اور احوال یہی ہیں۔..... پس سوا و اعظم اپنے عقائد، اعمال اور احوال کی غلطی کو تسلیم کرے اور قرآن وحدیث کی روشنی میں ان کی اصلاح کرے۔“ (۴)

قارئین کرام! یہ ہے وہابی نجدی کی ”کاوش“ جسے وہابیوں نے معلوم نہیں کیا سمجھ کر چھاپا ہے؟

اب ان اعتراضات کے جوابات پیش کئے جا رہے ہیں۔ اس کے بعد قارئین کرام کو وہابی نجدی کے اعتراضات کی لغویت کا اندازہ ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے حق بیان کرنے، عوام الناس کو حق بات سن کر اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین
 وہابی نجدی نے الزام لگایا ہے کہ اہل سنت آیت ”قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ“ پوری نہیں پڑھتے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ہم اہل سنت و جماعت یہ آیت پوری پڑھتے ہیں۔ یہ آیت ”قَدْ جَاءَكُمْ“ سے شروع ہو کر ”يَكْتَبُ مُبِينٌ“ پر ختم ہو جاتی ہے۔ آگے اگلی آیت شروع ہو جاتی ہے جس کا جی چاہے قرآن کھول کر دیکھ لے۔ اس لئے وہابی نجدی کا یہ الزام کہ اہل سنت استدلال کے دوران آیت کا باقی حصہ چھوڑ دیتے ہیں سراسر جھوٹ ہے جس کے جواب میں ہم کہیں گے لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ۔

اور یہ عقیدہ اہل سنت و جماعت کا کوئی من گھڑت عقیدہ نہیں ہے بلکہ جمہور مفسرین کرام بھی اس کی تائید کرتے ہیں، چنانچہ ملاحظہ کیجئے۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

”قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ رَّسُولٌ يَعْنِي مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ.“ (۵)

امام ابی عبداللہ محمد بن احمد انصاری القرطبی رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ (م ۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

”قِيلَ: الْإِسْلَامُ وَقِيلَ: مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ.“ (۶)
 امام فخر الدین رازی (م.....) رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں:
 ”قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَرَسُولٌ مُبِينٌ“ وَفِيهِ أَقْوَالٌ: الْأَوَّلُ: أَنَّ الْمُرَادَ بِالنُّورِ مُحَمَّدٌ. وَبِالْكِتَابِ الْقُرْآنُ.“ (۷)

یہ قول کہ نور اور کتاب مبین دونوں سے مراد قرآن ہی ہے علامہ فخر الدین رازی رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔
 الشیخ اسماعیل حقی بن مصطفیٰ رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ (م ۱۱۲۷ھ) فرماتے ہیں:

۱: حرمین، صفحہ ۱۹

۲: حرمین، صفحہ ۲۳

۳: حرمین، صفحہ ۲۳

۴: حرمین، صفحہ ۲۲

۵: تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس صفحہ ۱۱۰ قدیمی کتب خانہ کراچی

۶: تفسیر قرطبی، ۶/۱۵۹ دار الکتب العلمیہ بیروت

۷: تفسیر کبیر ۱/۱۸۹ دار الکتب العلمیہ طهران

”وَقِيلَ الْمُرَادُ بِالْأَوَّلِ هُوَ الرَّسُولُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ
وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَبِالثَّانِي الْقُرْآنُ.“^(۱)

حضرت علامہ ابوالفضل شہاب الدین السید محمود الا لوسی
البغدادی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (م ۱۲۷۰ھ) فرماتے ہیں:

”وَلَا يُعَدُّ عِنْدِي أَنْ يُرَادَ بِالنُّورِ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ
النَّبِيُّ، وَالْعَطْفُ عَلَيْهِ كَالْعَطْفِ عَلَى مَا قَالَهُ
الْجَبَائِي، وَلَا شَكَّ فِي صِحَّةِ إِطْلَاقِ كُلِّ عَلَيْهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ.“^(۲)

علامہ احمد مصطفیٰ (م.....) فرماتے ہیں:

”النُّورُ هُوَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ..... وَالْكِتَابُ الْمُبِينُ: هُوَ الْقُرْآنُ الْكَرِيمُ.“^(۳)

محی السنۃ ابی محمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی الشافعی
رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (م ۵۱۶ھ) فرماتے ہیں:

”قَدْ جَاءَ كُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ“ يَعْنِي: مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ
تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ“^(۴)

امام علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی رَحْمَةُ اللّٰهِ
تَعَالٰی عَلَیْہِ (م ۷۲۵ھ) فرماتے ہیں:

”قَدْ جَاءَ كُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ“ يَعْنِي مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ
تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ“^(۵)

الدکتور وہبہ الزحلی فرماتے ہیں:

”قَدْ جَاءَ كُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ“ هُوَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ
وَآلِهِ وَسَلَّمَ.“^(۶)

امام ابی حفص عمر بن علی بن عادل دمشقی الحنبلی (م ۸۸۰ھ)

فرماتے ہیں:

”وَالْمُرَادُ بِالنُّورِ: مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ،

وَالْكِتَابُ: الْقُرْآنُ.“^(۷)

امام جلال الدین محمد بن احمد الحلی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ
(۸۶۷ھ) اور امام جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی الشافعی

رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (م ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

”قَدْ جَاءَ كُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ“ هُوَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ

وَآلِهِ وَسَلَّمَ.“^(۸)

تفسیر جلالین کے مقدمہ میں لکھا ہوا ہے کہ اس تفسیر میں
راجح قول پیش کیا جائے گا یعنی راجح قول یہی ہے کہ:

”قَدْ جَاءَ كُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ“ سے مراد ہے ہوا نبی صَلَّى

اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ.“

”قَدْ جَاءَ كُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ“

ہو نور النبی صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ.“^(۹)

امام ابی الفرج جمال الدین عبدالرحمن بن علی بن محمد الجوزی

(م ۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

”قَدْ جَاءَ كُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ“ قَالَ

قَتَادَةُ: يَعْنِي بِالنُّورِ: مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ.“^(۱۰)

علامہ قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی المظہری رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی

عَلَيْهِ (م ۱۱۳۳ھ) فرماتے ہیں:

۱: تفسیر روح البیان ۳/۴۵۲ دارالکتب العلمیہ بیروت

۲: تفسیر روح المعانی ۲/۲۹۹ دارالکتب العلمیہ بیروت

۳: تفسیر المراغی، ۲/۴۰۵ دارالکتب العلمیہ بیروت۔ ۸۰/۶ دار احیاء التراث العربی بیروت

۴: تفسیر بغوی ۲/۲۲ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

۵: تفسیر خازن ۲/۱۲۲ المکتبۃ المعارف پشاور۔ ۴۷۷/۱ مکتبہ فاروقیہ پشاور

۶: تفسیر المنیر ۱/۴۸۲ المکتبۃ الغفارۃ کوئٹہ

۷: اللباب فی علوم الکتاب ۷/۲۵۹

۸: تفسیر جلالین ۱۰۹ ادار الغد الجدید

۹: حاشیۃ الجمل علی الجلالین ۲/۱۹۸ قدیمی کتب خانہ کراچی

۱۰: زاد المسیر فی علم التفسیر ۲/۱۸۷ دارالکتب العلمیہ بیروت

”قد جاءكم من الله نور وكتب مبين“ یعنی
محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔“ (۱)

حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے
بارے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے
کہا تھا کہ قاضی صاحب بیہقی وقت ہیں۔
السید محمد رشید رضا فرماتے ہیں،

”فی المراد بالنور هنا ثلاثة اقوال: احدهما أنه
النبي صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔“ (۲)

دہابی جی! کس کس کو چیخ کرو گے؟ یہاں تو پوری امت
کھڑی ہے۔ یہ مٹھی بھر دہابی تو کسی گنتی شمار میں نہیں آتے۔
یہاں تو احناف، مالکیہ، شوافع اور حنابلہ تمام مفسرین اس
بات پر متفق ہیں کہ:

”قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ“ هو النبي صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم۔“

دہابی نے اعتراض کیا ہے کہ ”اگر نور اور کتاب دو چیزیں
ہیں تو ان کے ساتھ ”بہما“ کی ضمیر آنی چاہیے جبکہ یہاں ”بہ“ کی
ضمیر آئی ہے جو واحد مذکر کے لئے آتی ہے۔“
قرآن نہی کے لئے عقل کی ضرورت ہوتی ہے لیکن چونکہ دہابی
عقل سے تو کورے ہیں اس لئے اس طرح کے اعتراض کرتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ
لِمَا يُحْيِيكُمْ۔ (۳)

مترجم صحاح ستہ وحید الزمان حیدر آبادی غیر مقلد دہابی نے
اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے:

”مسلمانو جب رسول تم کو ایسے کام کیلئے بلائے جس میں
تمہاری زندگی ہے تو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو (جواب دو فوراً
حاضر ہو)۔“ (۴)

اس آیت میں پہلے رسول کا ذکر کیا گیا ہے کہ جب رسول تم
کو بلائے پھر آگے کہا گیا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔
جب اللہ نے بلایا ہی نہیں ہے تو رسول کے ساتھ اللہ کا حکم
ماننے کا حکم کیوں ہوا؟

اس لیے کہ رسول اللہ کا بلانا دراصل اللہ ہی کا بلانا ہے اس
لئے پہلے رسول کا ذکر کیا گیا کہ رسول تمہیں بلائے تو اللہ اور اس کے
رسول کا حکم مانو اور حاضر ہو جاؤ اس لیے یہاں ضمیر واحد کی آئی ہے۔
دوسری آیت ملاحظہ کیجیے۔

”وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُرْضَوْهُ إِنَّ كَانُوا مُؤْمِنِينَ۔“ (۵)
شاہ رفیع الدین محدث دہلوی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اس
آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے:

”اور اللہ اور رسول اس کا بہت حق دار ہیں اس کے کہ راضی
کریں اس کو اگر ہیں ایمان والے۔“ (۶)

اس آیت میں پہلے اللہ اور اس کے رسول کا ذکر کیا گیا کہ اللہ
اور اس کا رسول اس بات کے زیادہ حق دار ہیں آگے ضمیر واحد کی لوٹائی گئی
”يُرْضَوْهُ“ اور فرمایا کہ اس (یعنی رسول) کو راضی کیا جائے۔ اس لیے
کہ جس نے رسول کو راضی کر لیا تو اللہ اس سے راضی ہو جائے گا یعنی اللہ
اور رسول کی رضا ایک ہے یہی وجہ ہے کہ یہاں ضمیر واحد کی ہے۔
تیسری آیت ملاحظہ کیجیے۔

لِئَلَّامُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ
بُكْرَةً وَأَصِيلًا۔ (۷)

۱: تفسیر مظہری ۹۹/۳ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

۲: تفسیر المنار ۲/۲۵۳ دار الکتب العلمیہ بیروت

۳: سورہ انفال: ۲۴

۴: قرآن مجید مطبوعہ شیخ محمد اشرف ناشران قرآن مجید و تاجران کتب نیوانار کلی لاہور

۵: سورہ توبہ: ۶۲

۶: قرآن مجید مطبوعہ شیخ محمد اشرف ناشران قرآن مجید و تاجران کتب نیوانار کلی لاہور

۷: سورہ فتح: ۹

شاہ رفیع الدین رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے:

”تا کہ تم ایمان لاؤ ساتھ اللہ کے اور رسول اس کے اور قوت دو اس کو اور تعظیم کرو۔“ (۱)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پہلے حکم دیا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور پھر ضمیر واحد کی لوٹائی اور فرمایا:

”وَتُعْزِّزُوهُ وَتُوقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ۔“

دیکھ وہابی! فقیر نے قصرِ ہدایت نجدیت پر کیسا بم گرایا ہے۔ اب ذرا ہمت سے کام لو اور یہ کہو کہ ان تینوں آیتوں میں اللہ اور رسول ایک ہی ذات ہے (نحوذ باللہ) کیونکہ ان تینوں آیتوں میں ضمیر واحد ہے:

”هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔“

وہابی نجدی نے لکھا ہے کہ:

”یہ عقیدہ بڑا ہی ناقص اور غیر عقلی ہے۔ ناقص اس لئے کہ یہ جزوِ کل سے نکالتا اور پھر مخرج کو ناقابلِ تقسیم اِکائی بھی کہتا ہے۔ ثانیاً: کل خالق ہے اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اگر اس کل کا جزو ہیں تو مخلوق نہیں ہو سکتے۔“

اس کے جواب میں وہابی نجدی سے یہ سوال ہے کہ وہابیوں کے نزدیک قیاس جائز کب سے ہو گیا ہے؟

وہابیوں کے نزدیک جب قیاس جائز ہی نہیں ہے تو پھر خود قیاس کیوں کرتے ہیں اور وہ بھی عقائد کے معاملے میں؟

ثانیاً: جزوِ کل سے نکالنے کا جو الزام وہابی نجدی نے لگایا ہے تو یہ ہمارا عقیدہ ہی نہیں ہے۔ نورِ من نور اللہ سے یہ مراد نہیں کہ نورِ محمدی اللہ کے نور کا حصہ ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نورِ محمدی کو اپنے نور کے فیض سے پیدا کیا۔

وہابی نے لکھا ہے:

”بے شک ہم نے توریت اتاری، اس میں ہدایت اور نور ہے۔“ ہدایت اور نور اور کتاب ایک ہی چیز ہے۔ یہاں توریت کے

اندر ہدایت اور نور بتایا گیا۔ کیا کوئی پاگل شخص بھی یہ کہہ سکتا ہے کہ نور سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں جو توریت میں داخل ہیں اور اللہ کے نور سے نور ہیں۔“

وہابی اوّل تو قیاس کے منکر ہیں لیکن جب کسی معاملے میں قیاس سے کام لیتے ہیں تو جیسی ان کی عقل ہے ایسا ہی قیاس بھی کرتے ہیں اگر وہابیوں کو ”کی طرف سے“ اور ”اس میں“ کا فرق نہیں معلوم تو اہل سنت کے کسی مدرسے میں ہی داخلہ لے لیں وہاں سے دونوں کا فرق معلوم ہو جائے گا۔

پھر وہابی نے ایک اور قیاس پیش کیا ہے اور لکھا ہے:

”انفسکم اور مثلکم کی موجودگی میں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو (نورِ من نور اللہ) کہنا ممکن نہیں رہتا تو پھر یہ کہا جاتا ہے کہ: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں تو بشر مگر اس آیت کا تکرار گناہ ہے۔ یعنی بچے جب قرآن حفظ کرتے ہیں تو اس آیت کو ہزار ہزار بار دہراتے ہیں اور تکرار کرتے ہیں تو گناہ کرتے ہیں۔ قارئین کرام فیصلہ خود ہی فرمائیں کیا بچے واقعی ایسا کر کے گناہ کرتے ہیں؟“

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نور ہونا یا بشر ہونا یہ عقیدہ ہے۔ اور اس آیت کو بچوں کے قرآن مجید حفظ کرتے ہوئے تکرار کرنے پر قیاس کرنا سراسر غلط ہے۔

قرآن مجید حفظ کرتے ہوئے کسی آیت کا تکرار کرنا اور معاملہ ہے اور اس آیت کو اپنے عقیدہ کی بنیاد بنانا اور معاملہ ہے۔ قرآن مجید حفظ کرتے ہوئے بچے اونچی آواز میں قرآن کی آیات کا تکرار کرتے ہیں لیکن جب اونچی آواز میں تلاوت کی جا رہی ہو تو تمام حاضرین کا خاموش رہنا اور غور سے سننا فرض ہے اور اس کی دلیل یہ آیت ہے:

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ۔“

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں ایک شخص نماز پڑھتا تھا اور روزانہ سورہ عیسٰی کی ابتدائی آیات کی تلاوت کرتا تھا۔ حضرت عمر نے اسے بلا کر وجہ پوچھی تو اس نے جواب دیا کہ

۱: قرآن مجید مطبوعہ شیخ محمد اشرف ناشران قرآن مجید و تاجران کتب نبیوانار کلی لاہور

۲: سورہ اعراف، آیت ۲۰۲ پارہ ۹

”ہمارے عقیدہ کی تشریح یہ ہے کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خدا کے پیدا کئے ہوئے نور ہیں۔“ (۴)
نذیر حسین دہلوی جسے وہابی حضرات شیخ الکل کہتے ہیں، نے فتاویٰ نذیریہ میں لکھا ہے:

”مراد از نور دریں جاء ذاتِ بابرکات آن سرور کائنات است۔“ (۵)

رحمۃ للعالمین اور معارف الاسماء میں قاضی محمد سلیمان منصور پوری نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نور لکھا ہے،
”حازن و معالِم میں نور کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بتایا گیا ہے۔“

وحید الزمان نے ہدیۃ المہدی میں لکھا ہے کہ:
”سب سے پہلے اللہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو پیدا کیا۔“

وہابیوں نجدیوں کے یہ بزرگ بھی اس آیت کی تفسیر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نور مان رہے ہیں لہذا پہلے جا کر ان کو قبروں سے نکالو اور توبہ کراؤ۔

مشہور نعت خواں نور محمد امین آبادی کا یہ شعر
پردے اندر جیہذا نور سی اوہ بن کے محمد آ گیا
نقل کرنے کے بعد وہابی نجدی نے لکھا ہے:

”(نور من نور اللہ) تو محض اک بہانہ ہے۔ اصل عقیدہ فاسدہ اس مصرع میں بیان کر دیا گیا ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دراصل خود ہی اللہ ہیں۔“

یہ وہابی نجدی کی اپنی کم عقلی ہے کہ وہ اس شعر میں ”پردے اندر جیہذا نور سی“ سے مراد اللہ کی ذات کو لے رہا ہے اور نہ ہی یہ ہمارا عقیدہ ہے۔ اس شعر میں ”پردے اندر جیہذا نور سی“ سے مراد اللہ

یہ آیات مجھے پسند ہیں کیونکہ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر عتاب فرمایا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر اس شخص کی گردن مار دی اور کہا یہ شخص منافق ہے۔ وہابیوں نجدیوں کی خوش قسمتی ہے کہ یہ حضرت عمر کے دور میں پیدا نہیں ہوئے ورنہ ان کی تلوار اس بات کا فیصلہ کر دیتی کہ جس نیت سے وہابی اس آیت کا تکرار کرتے ہیں آیا اس نیت سے تکرار کرنا جائز ہے یا نہیں۔ انبیاء کیلئے لفظ بشر کا تکرار کرنا کافروں کا طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”قَالُوا مَا أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا۔“

”انھوں (کافروں) نے کہا نہیں، ہم تم مگر ہمارے جیسے بشر۔“ (۱)
وہابی نجدی نے لکھا ہے:

”ہم توقع کرتے ہیں کہ مولانا نعیم الدین کی اس تفسیر کے بعد (نور من نور اللہ) کے قائل فوراً توبہ کر کے اپنی عاقبت سنواریں گے۔“
”قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ“
کی تفسیر میں وہابیوں کے اقوال:

آیت ”قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ“ کی تفسیر میں نواب صدیق حسن خان بھوپالی غیر مقلد وہابی نجدی (م ۱۳۰۷ھ) نے لکھا ہے:

”قال الزجاج النور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔“ (۲)
ثناء اللہ امرتسری نے اس آیت کی تفسیر میں بین القوسین
”محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم“ لکھا ہے:

”تمہارے پاس اللہ کا نور (محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اور روشن کتاب قرآن شریف آئی۔“ (۳)
اسی غیر مقلد نجدی وہابی نے فتاویٰ ثنائیہ میں اپنے عقیدہ کو یوں بیان کیا ہے:

۱: سورہ یس: آیت ۱۵

۲: فتح البیان فی مقاصد القرآن ۲/۲۳۲ دار الکتب العلمیہ بیروت

۳: تفسیر ثنائی ۹/۳ میر محمد کتب خانہ کراچی

۴: فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲/۹۵

۵: فتاویٰ نذیریہ ۲۲/۱

تعالیٰ کی ذات نہیں بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے۔

وہابی نجدی نے امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ماننے والوں کو سوادِ اعظم تسلیم کیا ہے اور لکھا ہے:

”اللہ تعالیٰ اکثریت کے عقائد و اعمال پر فیصلے صادر کرتے ہیں۔ ہماری اکثریت کے عقائد، اعمال اور احوال یہی ہیں۔..... پس سوادِ اعظم اپنے عقائد، اعمال اور احوال کی غلطی کو تسلیم کرے اور قرآن وحدیث کی روشنی میں ان کی اصلاح کرے۔“

اے امام احمد رضا کے ماننے والو! تمہیں مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ نے وہابیوں نجدیوں کی زبان سے اقرار کروادیا ہے کہ سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت کے صحیح مصداق تم ہی ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے عقائد و اعمال پر فیصلے صادر فرمائے گا (ان شاء اللہ)۔ اور یہ مٹھی بھر نام نہاد انگریزی اہلحدیث دراصل اہل سنت و جماعت سے علیحدہ ایک فرقہ ہے۔

آئیے اب سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت کی شان کی ایک جھلک احادیث صحیحہ صریحہ متواترہ سے ملاحظہ کیجیے:

”عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ لَا يَجْمَعُ أُمَّتِي عَلَى ضَلَالَةٍ وَيُؤَيِّدُ اللَّهَ مَعَ الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شَذَّ إِلَى النَّارِ“۔ او کما قال

”حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ میری امت کو کبھی گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ کا دست قدرت جماعت پر ہے اور جو شخص جماعت سے الگ ہو وہ آگ کی طرف الگ ہو۔“ (۱)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ امت محمدیہ کو کبھی گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔“

وہابی نجدی کہتا ہے کہ امت کی اکثریت کے عقائد ٹھیک نہیں ہیں۔

”عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمَّتِي لَا تَجْتَمِعُ عَلَى ضَلَالَةٍ فَإِذَا رَأَيْتُمْ

اِخْتِلَافًا فَعَلَيْكُمْ بِالسَّوَادِ الْأَعْظَمِ“۔ او کما قال

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک میری امت کبھی گمراہی پر جمع نہیں ہوگی پس جب تم اس میں اختلاف دیکھو تو تم پر لازم ہے کہ سوادِ اعظم کی پیروی کرو۔“ (۲)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ امت محمدیہ کو کبھی گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔“ وہابی نجدی کہتا ہے نہیں ہم پیروی نہیں کریں گے کیونکہ سوادِ اعظم کے عقائد ٹھیک نہیں ہیں۔ آجکل یہ گمراہ ٹولہ لوگوں کو دھوکا دینے کیلئے بڑے زور

وشور سے کہہ رہا ہے کہ پیران پیر سنیوں کے دستگیر، محبوب سبحانی، قطب ربانی، میراں محی الدین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی الحسینی والحسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہابی تھے (نعوذ باللہ) اور اس سلسلے میں جس کتاب کا حوالہ دیتے ہیں وہ کتاب ”غنیۃ الطالبین“ ہے۔ چنانچہ ”حرین“ مارچ،

اپریل ۲۰۱۱ء کی اشاعت میں میاں محمد الیاس (کھوار) کا ایک مضمون بعنوان ”اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم بعثت نبوی..... یا..... ولادت نبوی؟“ (اس کا تفصیلی جواب فقیر لکھ رہا ہے جس میں وہابیوں کی بدعتوں سے نقاب اٹھایا جائے گا۔ ان شاء اللہ) شائع کیا گیا جس کے

صفحہ ۲۰ پر لکھا ہے:

”شیخ عبدالقادر جیلانی (نور اللہ مرقدہ) نے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں مسلک اہلحدیث کو ہی اصلی اہل سنت واضح الفاظ میں لکھا ہے۔“

پہلی بات تو یہ ہے کہ غنیۃ الطالبین حضرت کی کتاب نہیں ہے صرف آپ کے نام نامی کے ساتھ منسوب ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس کتاب میں جن اہلحدیث حضرات کو اہل سنت لکھا گیا ہے وہ محدثین کرام کی عظیم جماعت ہے، انگریزی اہلحدیثوں کو نہیں۔

۱:ترمذی، کتاب الفتن، باب ماجاء فی لزوم الجماعة دار الغرب الاسلامی بیروت، مستدرک حاکم، ۲۰۱/۱ دار الکتب العلمیہ بیروت
۲:سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب السواد الاعظم دار الکتب العلمیہ بیروت، معجم کبیر طبرانی ۴/۱۲ مکتبہ ابن تیمیہ قاہرہ

جناب والا! آپ جس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں اُس جماعت کو وہابی کہا جاتا ہے اور اہلحدیث کا لقب آپ کو انگریزوں نے دیا تھا۔ ملاحظہ کیجیے:

”محمد حسین بنالوی نے ”اشاعت السنۃ“ کے ذریعہ اہلحدیث کی بہت خدمت کی، لفظ وہابی آپ ہی کی کوشش سے سرکاری دفاتر اور کاغذات سے منسوخ ہوا اور جماعت کو اہلحدیث کے نام سے موسوم کیا گیا۔“ (۱)

اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی جن کو وہابی زبردستی اپنا ہم مسلک ثابت کرنے کیلئے جھوٹ بولتے ہیں مسلک حنبلی تھے۔ ملاحظہ کیجیے: ”یہ سلسلہ (قادریہ) عبدالقادر جیلانی (نور اللہ مرقدہ) کی طرف منسوب ہے، اور جن کے تصوف و تقشف کی بساط سرزمین بغداد سے شروع ہو کر دنیا میں پھیل گئی، وہ سنت الہی کے مطابق ۵۶۱ھ میں وفات پا کر وہیں مدفون ہوئے (قارئین اس جملے پر غور فرمائیں، وہابیوں کے نزدیک وفات پانا سنت الہی ہے)، قابل ذکر بات یہ ہے کہ یہ حنبلی مسلک کے حامل تھے، لیکن ان کے تزکیہ و احسان سے زیادہ تر خفی مسلک کے ماننے والے مستعبر ہیں، گویا اس راہ میں فقہی مکتب فکر کے وجوب کی بندش توڑ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، بلکہ ایک سالک کے لیے اس راہ سلوک پر چلنا بہتر و اولیٰ اور دراصل دین و ایمان ہے۔“ (۲)

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حنبلی تھے جبکہ وہابی غیر مقلد ہیں اور تقلید ان کے نزدیک شرک ہے۔

یہ اقوال حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی کے ہیں:

نَظَرْتُ إِلَى بِلَادِ اللَّهِ جَمْعًا
كَخَرَدَلَةٍ عَلَى حُكْمِ إِتِّصَالِ
اللَّهِ تَعَالَى كَتَمَامِ بِلَادِ مِيرَى نَظَرٍ فِيهِ اس طَرَحُ فِي جَيْسِ هَتِيلِي
پررائی کا ایک دانہ۔

”قَدَمِي هَذِهِ عَلَى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيٍّ لِلَّهِ.“

”میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔“

وہابیوں کے نزدیک ایسا دعویٰ کرنے والا مشرک ہے۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہابیوں کے نزدیک مشرک ٹھہرے تو آپ کا حوالہ پیش کرتے ہوئے وہابیوں کو کم از کم شرم آنی چاہیے۔

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ملفوظات کا مجموعہ ”ہجرت الاسرار“ از علامہ نور الدین ابوالحسن علی بن یوسف شطوطی کا مطالعہ کروان شاء اللہ یہ غلط فہمی بھی دور ہو جائے گی کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہابی تھے۔

اور اب آخر میں وہابی کو اس بات کا چیلنج ہے کہ دنیا کے جس فرقے کو دیکھ لو تمہیں وہاں اولیاء اللہ نہیں ملیں گے۔ جتنے بھی اولیاء اللہ گزرے ہیں سب کے سب مقلد اور اہل سنت تھے غیر مقلد ایک بھی نہیں ملے گا۔ اللہ تعالیٰ نے تمام اولیاء اہل سنت کو عطا فرمائے اس لیے کہ ولایت اللہ تعالیٰ کا انعام ہے اور یہ انعام اُسی کو دیا جاتا ہے جو اس انعام کے قابل بھی ہو جو لوگ اولیاء اللہ کے گستاخ ہوتے ہیں اُن کو یہ انعام دیا بھی نہیں جاتا۔

غوث اعظم محی الدین ہمارے، شاہ نقشبند بہاؤ الدین ہمارے، خواجہ غریب نواز معین الدین ہمارے، خواجہ بختیار کاکی قطب الدین ہمارے، خواجہ گنج شکر ہمارے، خواجہ سہرورد شہاب الدین ہمارے، سلطان المشائخ نظام الدین ہمارے، خواجہ علاؤ الدین ہمارے، شمس الدین ہمارے، قمر الدین ہمارے پاس ہیں اور داتا گنج بخش جو امام ابوحنیفہ کے مقلد تھے وہ بھی ہمارے پاس ہیں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ دین بھی ہمارے پاس ہے اور یہ سب دین والے بھی ہمارے پاس ہیں تمہارے پاس سوائے گستاخوں کے کچھ ہے تو پیش کرو۔ لیکن۔

نہ فخر اُٹھے گا اور نہ تلوار اُن سے
یہ نجدی وہابی میرے آزمائے ہوئے ہیں
اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ سب کو مسک حقہ اہل سنت و جماعت پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور اولیائے کاملین کی نسبت عطا فرمائے۔ آمین

۱: حاشیہ سیرت ثنائی، صفحہ ۴۵۲ نعمانی کتب خانہ لاہور

۲: تحریک اہلحدیث کا تاریخی پس منظر از ممتاز احمد عبداللطیف وہابی، صفحہ ۲۵ دارالنشر والتاریخ نئی دہلی

Monthly

Ahl-e-Sunnat

Gujrat - Pakistan

Regd. No. CPL 73
International

www.qadriaashrafia.com

Mob:0333.8403147/0313.9292373



الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَالِي الْإِثْمِ وَأَمْعَابِكَ سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ

علی عبداللہ جیولرز

سرپرست اعلیٰ

حاجی محمد ایوب منگا



علی رضا منگا

0333.8499084

پروپرائٹرز

اورنگزیب منگا

0333.8496721

پروپرائٹرز

امپورٹڈ ورائٹی کیلئے تشریف لائیں

ڈائمنڈ کی ورائٹی کیلئے تشریف لائیں

حیدر گولڈ پلازہ، صرافہ بازار، گجرات Ph:053.3511327